مسلسل اشاعت کا
29واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

42

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

22 تا 28 ربیع الثانی 1442ھ/8 تا 14 دسمبر 2020ء

اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ

اگر خدا تعالیٰ کا وعدہ یہی تھا کہ میں زبان سے مسلمان کہلانے والوں کو عزت دوں گا تو ہمیں مسلمانوں کی ذلت پر یقیناً تعجب ہونا چاہیے، لیکن حقیقت حال یہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نہ اللہ نے یہ وعدہ کیا' نہ خدا اپنے وعدہ سے پھرا' نہ قرآن کریم کے احکام بدلے بلکہ مسلمان خود بدل گئے اور اسی لیے ناکام ہیں۔ اللہ نے تو پہلے ہی دن مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمائی تھی: ''خدا نے آج تک تو اس قوم کی حالت نہیں بدلی، نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا''۔ (سورہ رعد: 110)

اب اگر اس صاف اعلان کے باوجود اللہ مسلمانوں کو ذلیل نہ کرتا تو یہ موجب تعجب تھا اور اللہ کے عدل و انصاف کے بھی خلاف تھا۔ میں پوچھتا ہوں' کیا یہ اچھی بات ہوگی کہ خدا نااہل کو عزت دے۔ ہل چلائے اور بیج بوئے بغیر فصلیں پکا دے؟ اور کوشش کیے بغیر کامیابی عطا فرمائے اور اعمال کے بغیر امداد دے؟ اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ سستی اور کاہلی پر فدا ہو جاتے' اپنے اپنے کاموں کو چھوڑ دیتے اور بستروں پر ڈٹ کر لیٹ جاتے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ قانون قدرت کے جس پر اللہ نے تمام کائنات کو قائم کیا ہے' خلاف ہوتا اور اس کے بعد حق و باطل اور نفع اور نقصان میں کوئی فرق باقی نہ رہتا' مگر یاد رکھئے کہ اللہ اس قسم کے ظلم سے پاک ہے۔

اگر خدا کسی انسان کو بغیر کوشش اور محنت کے امداد دیتا تو اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو لڑائیاں کیے بغیر فتح مند کر دیتا اور ظاہری ساز و سامان کے بغیر دشمنوں پر کامیابی عطا فرماتا' مگر تم جانتے ہو کہ ایسا نہیں ہوا۔ اللہ نے انہیں بھی پوری طرح آزمایا اور پھر کامیابی عطا فرمائی تھی' لیکن اس کے خلاف تم ذرا اپنی حالت کو بھی دیکھو' تمہارے پاس خدا کی نعمت کے سو حصے موجود ہوتے ہیں' مگر تم سو میں سے ایک یا دو حصے بھی خدا کی راہ میں نہیں دیتے اور خواہش یہ رکھتے ہو کہ خدا تمہیں بھی وہی عزت اور وہی نصرت عطا کرے جو تمہارے ان باپ داداؤں کو حاصل ہوئی تھی۔ جو سو کے سو' یا کم از کم ستر اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے تھے۔ یاد رکھو! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا' خدا کبھی ایسا نہیں کرتا۔ یہ اس کے عہد کے خلاف' انسانی عقل اور منطق کے خلاف ہے۔ اللہ نے مومنوں کے ساتھ بھی یہ شرط نہیں رکھی تھی' اللہ نے مسلمانوں کے ساتھ کبھی یہ سودا نہیں کیا تھا' اللہ کا وعدہ جو کچھ بھی ہے' صرف یہ ہے کہ: ''اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور مال جنّت کے بدلے خرید لئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے' مارتے اور مرتے ہیں۔ اُن سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے جو تورات' انجیل اور قرآن میں ہے' اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟''

علامہ شکیب ارسلان

اس شمارے میں

ایشیا سرخ ہوتا نظر آ رہا ہے
حق سے سرکشی ہلاکت ہے
علامہ خادم حسین رضوی اور عرب اسرائیل تعلقات
دعا کرو! دل کی گہرائی سے......
ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

عورت کے لیے لعان کا طریقہ

الھدیٰ (915)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ النُّور — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 08 تا 0

وَ یَدۡرَؤُا عَنۡہَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡہَدَ اَرۡبَعَ شَہٰدٰتٍۭ بِاللّٰہِ ۙ اِنَّہٗ لَمِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ۙ﴿۸﴾
وَ الۡخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیۡہَاۤ اِنۡ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۹﴾ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ
عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ وَ اَنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰﴾

آیت: ۸ ﴿وَ یَدۡرَؤُا عَنۡہَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡہَدَ اَرۡبَعَ شَہٰدٰتٍۭ بِاللّٰہِ ۙ اِنَّہٗ لَمِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۸﴾﴾ ’’اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ گواہی دے اللہ کی قسم کے ساتھ کہ وہ (اس کا شوہر) یقیناً جھوٹا ہے۔‘‘

آیت: ۹ ﴿وَ الۡخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیۡہَاۤ اِنۡ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۹﴾﴾ ’’اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہو۔‘‘

اگر شوہر چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر الزام میں اپنی سچائی کی گواہی دے دے اور پانچویں دفعہ یہ بھی کہہ دے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو تو اس کی طرف سے چار گواہ پیش کرنے کا قانونی تقاضا پورا ہو گیا۔ اس کے بعد متعلقہ عورت کو صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ اگر وہ اس الزام کو تسلیم کر لے یا خاموش رہے تو اس پر حد جاری کر دی جائے گی، لیکن اگر وہ اس سے انکار کرے تو اسے بھی اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ یہ کہنا ہو گا کہ اس کا شوہر جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہو گا کہ اگر وہ اپنے الزام میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اگر وہ عورت ایسا کہہ دے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اور وہ دنیا کی سزا سے بچ جائے گی۔ البتہ اس کے بعد ان کے درمیان طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ دونوں بطور میاں بیوی اکٹھے نہیں رہ سکیں گے۔

آیت: ۱۰ ﴿وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ﴾ ’’اور اگر تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی‘‘

﴿وَ اَنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰﴾﴾ ’’اور یہ کہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، بہت حکمت والا ہے۔‘‘

یہاں پر کچھ الفاظ مقدر (understood) مانے گئے ہیں۔ گویا تقدیر عبارت یوں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت تم لوگوں کے شاملِ حال نہ ہوتی اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ توبہ قبول فرمانے والا اور صاحبِ حکمت ہے تو بیویوں پر الزام کا معاملہ تمہیں غلط راستے پر ڈال دیتا اور تم کوئی بہت بڑا قدم اٹھا لیتے۔

ان ابتدائی آیات کی صورت میں اس واقعہ کی تمہید بیان ہوئی ہے جو آگے آ رہا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

دعوت الی الخیر

عَنۡ اَبِیۡ مَسۡعُوۡدِ الۡاَنۡصَارِیِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ:

((مَنۡ دَلَّ عَلٰی خَیۡرٍ فَلَہٗ مِثۡلُ اَجۡرِ فَاعِلِہٖ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جس شخص نے کسی نیک کام کی طرف (کسی بندے کی) رہنمائی کی تو اس کو اس نیک کام کے کرنے والے بندے کے اجر کے برابر ہی اجر ملے گا۔‘‘

تشریح: لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دینا اور برائی سے روکنا پیغمبرانہ مشن ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کی جدوجہد سے کسی دوسرے آدمی نے برائی چھوڑ کر نیکی اختیار کر لی تو نصیحت کرنے والے کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود نیکی کرنے والے کو۔

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایشیا سرخ ہوتا نظر آ رہا ہے

ایشیا سرخ ہوتا نظر آ رہا ہے، لیکن نظریاتی طور پر ہرگز ہرگز نہیں بلکہ ایک خونریز جنگ سے ایشیا کی سرزمین سرخ ہو رہی ہے۔ ایک طرف اسرائیل زمین میں فساد برپا کرنے پر تُلا ہوا ہے حال ہی میں ایران کے ایٹمی سائنسدان محسن فخری زادے کو قتل کیا گیا جو صریحاً ریاستی دہشت گردی ہے۔ دوسرے ملک میں داخل ہو کر قتل و غارت گری عالمی سطح کی غنڈہ گردی ہے، یہ بدمعاشی ہے۔ جنگل کے درندے بھی اپنی حدود میں رہ کر درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن اِس پر انسانی حقوق کے پرچارک، جمہوریت کے علمبردار، امن کے پیغامبر اور قانون کی بالادستی پر پختہ یقین رکھنے والے سب خاموش ہیں۔ سب کی زبانوں پر تالے پڑے ہیں۔ حیرت کی بات ہے اسرائیل اپنے اُوپر لگے اِس الزام کی تردید کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کر رہا۔ ٹرمپ جو ابھی امریکہ کے صدر ہیں ٹویٹ کے ذریعے اِس قتل کی تشہیر کر رہے ہیں۔ ایران نے بدلہ لینے کا اعلان کیا ہے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ ابھی یہ اُس کے بس کی بات نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں کی باہمی لڑائیوں نے اُنھیں کمزور اور دشمن کو دلیر کر دیا ہے۔ دوسری طرف بھارت جو جنوبی ایشیا کا ایک ملک ہے، اُس نے اُدھم مچا رکھا تھا۔ گزشتہ چار پانچ دہائیوں میں جو اُس نے اقتصادی ترقی کی ہے اور اُس کی معیشت مضبوط ہوئی تھی، وہ تنگ دامن، تنگ ذہن اور کم ظرف ہندو سنبھال نہیں سکا۔ شائننگ انڈیا کے نعرے اتنے زوردار انداز میں بلند کرنے شروع کر دیے کہ اپنے ہی سحر کا شکار ہو گیا۔ امریکی تھپکی نے اُس کا دماغ مزید خراب کر دیا اور وہ اپنے آپ کو خطے کی سپر پاور سمجھنے لگا۔

چین جس نے آغاز ہی سے اپنے گرد آئرن کرٹن تان لیا ہوا تھا اور دُنیوی جھگڑوں سے الگ تھلگ ہو کر معیشت کی مضبوطی میں اپنا تن من جھونک دیا تھا۔ یاد رہے چین نے 1948ء یعنی اپنی آزادی اور ماؤ انقلاب کے فوراً بعد سے ماضیٔ قریب تک فارن پالیسی کے حوالے سے یہ طے کیا ہوا تھا کہ دوسرے ممالک سے تمام تنازعات کو زندہ تو رکھو لیکن کوئی ایسا عملی قدم نہ اُٹھاؤ جس سے اُس کا کسی بھی ملک سے جنگ میں ملوث ہونے کا امکان پیدا ہو جائے۔ بھارت کا خیال تھا اور خاصا احمقانہ خیال تھا کہ چین کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی اِس پردے کو پھاڑ کر باہر نہیں آئے گا۔ یعنی لڑائی جھگڑے سے اُس کی دوری ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ لہٰذا بھارت نے امریکہ کی شہ پا کر ایسے اقدام اُٹھانے شروع کر دیے جس سے چین کے تجارتی اور عسکری مفادات خاص طور پر سی پیک اور BRI پر زد پڑتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ بھارت کی حکومت ایک ایسے شخص یعنی نریندر مودی کے ہاتھ آ گئی ہے جو کم پڑھا لکھا ہے، کم ظرف اور پست سوچ رکھتا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ پنڈت نہرو اور اُس دور کے ہندو سیاستدان کٹر ہندو ہونے کے باوجود سیکولرازم کی گردان کیوں کرتے تھے۔ جے ہند اور ہندوتوا کے نشے میں دھت نریندر مودی نے آئین سے 370 اور 35-A ختم کر دی، کشمیر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ (1) وادی (2) جموں (3) لداخ۔ مودی کی اِس حماقت سے تنازعہ کشمیر جو پہلے صرف پاکستان اور بھارت کے درمیان

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم

22 تا 28 ربیع الثانی 1442ھ — جلد 29
8 تا 14 دسمبر 2020ء — شمارہ 42

مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**

مدیر: **ایوب بیگ مرزا**

ادارتی معاون: **فرید اللہ مروت**

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر "مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

متنازعہ علاقہ تھا، اب چین تیسرا ملک بھی اِس تنازعہ کا حصہ بن گیا کیونکہ لداخ کے بہت سے علاقوں پر چین کا دعویٰ ہے۔ بھارت یہ نکتہ نہ سمجھ سکا کہ چین جو اِن تنازعات کے بارے میں خاموش رہا ہے۔ درحقیقت وہ اُس وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ معاشی طور پر اتنا مضبوط اور مستحکم ہو جائے کہ کسی جنگ میں ملوث ہونا اُس کے لیے معاشی لحاظ سے بہت بڑا مسئلہ نہ بنے۔ وہ اقتصادی طور پر خود کو مضبوط ہی اِس لیے کر رہا تھا تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے عسکری طور پر نمٹ سکے۔ بھارت نے لداخ میں سڑکوں اور پلوں کے جال بچھانے شروع کر دیے جب چین نے دیکھا کہ بھارت اس پر بہت زیادہ وسائل اور سرمایہ خرچ کر چکا ہے تو وہ آگے بڑھا اور نہ صرف بھارت کو پیچھے دھکیلا بلکہ کچھ بھارتی علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ بھارت وہ تمام ترقیاتی کام بند کرنے پر مجبور ہو گیا جو وہ اس علاقہ میں کر رہا تھا پھر یہ کہ بھارت جو گلگت پر حملہ کر کے چین اور پاکستان کا زمینی تعلق ختم کرنا چاہتا تھا اور سی پیک کا راستہ روکنا چاہتا تھا اُس کا وہ پلان مٹی میں مل گیا۔ ایشیا کے ممالک کے اِس جھگڑے میں امریکہ بھی ایک کھلاڑی ہے کیونکہ امریکہ سمجھتا ہے کہ BRI اور CPEC جیسے منصوبے اگر چین مکمل کر لیتا ہے تو اُسے اقتصادی طور پر بُری طرح جھٹکا لگے گا جسے اُس کی زوال پذیر اکانومی برداشت نہیں کر سکے گی۔ لہٰذا امریکہ بھارت کو چین کے راستے میں حائل ہونے کے لیے دھکے دے رہا ہے۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ چین ہر صورت CPEC کو آگے بڑھانا چاہتا ہے چاہے اُسے جنگ میں ہی کیوں نہ ملوث ہونا پڑے اور امریکہ اُسے ہر صورت روکنا چاہتا ہے۔ لیکن امریکہ جغرافیائی لحاظ سے اِس علاقے سے بہت دور سات سمندر پار ہے۔ لہٰذا وہ یہ کام بھارت کے سپرد کر چکا ہے اور اِس کے بدلے بھارت کو بہت کچھ دینے اور علاقے کی سپر پاور بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ امریکہ اپنی روایت کے مطابق اپنے دوست بھارت کو ایک ایسی جنگ میں جھونک رہا ہے جس میں اگرچہ اُس کی فتح ناممکن ہے لیکن فرض کریں کہ ایسا نتیجہ نکلتا ہے جسے بھارت کے حق میں کہا جائے گا، تب بھی وہ معاشی طور پر اتنا کمزور ہو جائے گا کہ اُسے اپنی وحدت قائم رکھنا ممکن نہ رہے گی۔ لیکن اگر بھارت کو شکست ہوتی ہے تو پھر شاید بھارت نام کا ملک دنیا کے نقشہ سے غائب ہو جائے گا گویا بہر صورت بھارت کے لیے چھوٹی یا بڑی تباہی نوشتۂ دیوار ہے۔ لیکن امریکہ کو اِس سے کوئی غرض نہیں کیونکہ چین کو بھی زبردست نقصان پہنچے گا جس کا فائدہ امریکہ اُٹھائے گا اور اگر بھارت امریکہ کے دھکیلنے کے باوجود جنگ میں کودنے سے انکار کرتا ہے تو امریکہ اُس کا ایسا بازو مروڑے گا اور اُس کے لیے ایسے حالات پیدا کر دے گا گویا بھارت کا معاملہ ایسا ہو جائے گا کہ آگے کھائی پیچھے گڑھا۔

اسرائیل بھی یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ایشیا اگر ایک بڑی جنگ کی لپیٹ میں آ جائے تو اُسے بھی اِس جنگ کی آڑ میں گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو آگے بڑھانے کا موقع ملے گا۔ اسرائیل سمجھتا ہے یہ جو کبھی جنگ اگر شروع ہو گئی جس سے پاکستان کا الگ رہنا ناممکن ہوگا تو اس کا راستہ صاف ہوگا کیونکہ عرب سرنڈر کر چکا ہے اور اب اسرائیل ایران پر کام کر رہا ہے۔ عالمِ عرب کا صفایا مکمل ہونے پر امریکہ کو بھی ایران سے اسرائیل کے دو دو ہاتھ کر لینے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ ایران پر بڑا حملہ نہ کرنے اور محض چھیڑ چھاڑ جاری رکھنے اور اقتصادی پابندیاں لگانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ پہلے عالمِ عرب کو جنگ یا سفارت کاری سے ملیامیٹ کر دیا جائے اور وہ اسرائیل کے سامنے باقاعدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر سرنڈر کر دے۔ اسرائیل نے دونوں طریقے استعمال کیے۔ آج عرب کے تمام بڑے ممالک سعودی عرب اور مصر سمیت اسرائیل کے اتحادی اور اُس کے ایجنڈے کے حوالے سے اُس کے سہولت کار بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اب توپوں کا رُخ ایران کی طرف ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ ایٹمی قوت بن جائے اُس کا تیا پانچہ کیا جائے لیکن اگر ایران نے ہمت اور خلوص کا مظاہرہ کیا تو چین ہی نہیں شاید روس بھی آگے بڑھے اور یہ جنگ عالمی جنگ کی صورت اختیار کر لے۔

قارئین کرام! جو بات اصلاً ہم کہنا چاہتے ہیں کیا پاکستان اِس ساری صورتِ حال کا جائزہ لے رہا ہے اور مستقبل کی جنگ لڑنے کے لیے تیار ہے؟ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا ابلیسی اتحاد تو اس جنگ سے فائدہ اُٹھا کر پاکستان خاص طور پر اُس کے ایٹمی پروگرام کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑے گا۔ ہمیں دکھائی دے رہا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن دونوں تو اس سے مکمل طور پر بے فکر نظر آتی ہیں۔ انتہائی دُکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ فوج نے بھی اِس کا نوٹس دیر سے لیا ہے اور اب بھاگ دوڑ میں مصروف ہے جبکہ یہ کام ایک سال پہلے کرنے والا تھا۔ ہماری داخلی سیاسی صورتِ حال اگرچہ 1971ء والی تو نہیں لیکن پھر بھی بڑی خطرناک نظر آ رہی ہے۔ اپوزیشن فوج کا ذکر بطور حریف کر رہی ہے اور حکومت خاص طور وزیر اعظم کسی صورت مفاہمت کے لیے تیار نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ کرپشن کے مقدمات ختم کر دیں، لیکن لہجہ اور انداز تو مفاہمانہ اختیار کرنا چاہیے۔ کرپشن کیسز آپ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں بنائے تو آپ دن رات اِن کا ذکر کیوں کرتے ہیں۔ یہ معاملہ نیب اور عدالتوں پر چھوڑیں۔ آگے بڑھ کر اپوزیشن سے کہیں کہ عدالتوں کا اصل احترام اُن کے فیصلوں کو قبول کرنے سے ہوتا ہے۔ حکومت کا اِس سے کوئی تعلق نہیں، وہ آپ کو ریلیف دیں یا سزائیں سنائیں، ہم باہم ماحول کو درست کرتے ہیں۔

یاد رکھیں! سرحدوں پر جو فوج لڑتی ہے، اُسے گولہ بارود سے زیادہ اپنی پشت پر قوم کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے نہ کسی گھرانے میں خیر و عافیت رہتی ہے نہ معاشرے میں اور نہ ملک و قوم میں۔ انتشار اور افتراق سب کچھ تباہ کر دیتا ہے اپنے دین کو اِس اتفاق، محبت اور اخوت کی بنیاد بناتے ہوئے آگے بڑھیں تاکہ اللہ ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ آمین یا رب العالمین!

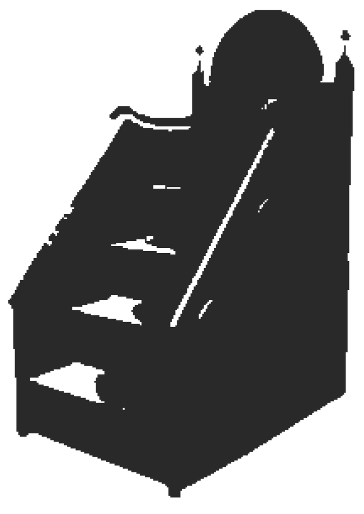

حق سے سرکشی ہلاکت ہے

(سورہ الطور کی آیات 30 تا 32 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 20 نومبر 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الطور کی آیت 30 سے مطالعہ شروع کریں گے۔ فرمایا:

﴿اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ ﴿۳۰﴾﴾

''کیا ان کا کہنا ہے کہ یہ ایک شاعر ہے' جس کے لیے ہم منتظر ہیں گردشِ زمانہ کے؟''

گزشتہ نشست میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب تک نبوت کا اعلان نہیں ہوا تھا تو یہی اہل قریش تھے جو آپ ﷺ کو اپنے فیصلوں کا امین بھی بناتے تھے، آپ ﷺ کو صادق و امین کا خطاب بھی دیتے تھے اور اپنی امانتیں بھی آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے لیکن جیسے ہی نبوت کا اعلان ہوا اور آپ ﷺ محمد بن عبداللہ سے محمد رسول اللہ ﷺ قرار پائے تو وہی اہل قریش آپ ﷺ کی مخالفت پر اس طرح اُتر آئے کہ انہیں آپ ﷺ پر الزام لگانے کے لیے کوئی بہانہ نہیں مل رہا تھا اس لیے کبھی وہ آپ ﷺ کو کاہن کہہ رہے تھے، کبھی ساحر اور کبھی مجنون کہہ رہے تھے۔ اسی طرح کبھی وہ شاعر کہہ رہے تھے۔ معاذ اللہ۔ حالانکہ قرآن کریم میں سورۃ یٰسین میں واضح طور پر نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا عَلَّمۡنٰہُ الشِّعۡرَ وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لَہٗ ؕ﴾ ''اور ہم نے ان کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ ان کے شایانِ شان ہے۔'' (یٰسین: 69)

باطل کے پاس اپنے افکار کے لیے کوئی مضبوط دلیل نہیں ہوا کرتی، جیسے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوا کرتے' اہل باطل کے پاس دلائل نہیں ہوا کرتے۔ جبکہ حق ٹھوس بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ نے تیرہ برس دعوت کا کام کیا ان تیرہ برسوں میں تقریباً ڈیڑھ سو افراد ان کے ساتھی بنے۔ مکہ میں جنگ کا، قتال کا موقع نہیں تھا، لوگوں نے وہاں صرف اہل حق کا کردار دیکھ کر اسلام قبول کیا، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دے رہا تھا۔ لوگ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے کہ بلال رضی اللہ عنہ جان دینے کو تیار، تپتی ریت پر لیٹنے کو تیار، سینے پر بھاری پتھر برداشت کرنے کو تیار، منہ سے خون کی الٹی برداشت کرنے کو تیار ہیں مگر حق چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کردار نے لوگوں کے دلوں کو جیتا ہے اور لوگوں کو سوچنے پر مجبور کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اتنی مخالفت ہوئی بلکہ آپ ﷺ پر دست درازی کی

مرتب: ابوابراھیم

کوششیں ہوئیں، آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ پر جسمانی تشدد کیا گیا مگر وہ حق پر ڈٹے رہے۔ اس بات نے لوگوں کو غور و فکر کرنے پر مجبور کر دیا کہ آخر ان کے پاس کون سی شے ہے جو ان کو استقامت عطا کرتی ہے اور وہ چیز کسی ٹھوس بنیاد پر تھی۔ اسی لیے کچھ سلیم الفطرت لوگ جو باطل پرستوں کی غلط باتوں کا تاثر لے کر حق کی مخالفت پر تو آجاتے ہیں مگر جب حق والے استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو شاعر، مجنون اور دیوانہ کہتے ہو جن کا یہ عمدہ پاکیزہ کردار ہے اور اسی چیز کو دیکھتے ہوئے وہ حق کو قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس اہل باطل کے پاس حق کی مخالفت کے لیے کوئی ٹھوس جواز، کوئی بنیاد نہیں ہوتی اس لیے وہ اہل حق پر بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں۔ جیسے قریش آپ ﷺ پر مختلف بہتان لگا رہے تھے اور وہ سب بہتان بے بنیاد تھے۔ اب وہ شاعر اس لیے کہہ رہے تھے کہ ان کا خیال تھا کہ شعرا کی ایک وقت تک تعریف کر لی جاتی ہے مگر اس کے بعد جب شاعر مر جاتا ہے تو اس کی تعریف بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے جب ان کے پاس اور کوئی دلیل نہیں تھی تو وہ کہہ رہے تھے کہ یہ تو محض شاعر ہیں۔ معاذ اللہ۔ اس کا واضح مقصد لوگوں کی توجہ حق بات سے ہٹانا تھا تاکہ لوگ آپ ﷺ کو شاعر سمجھ کر آپ ﷺ کی بات پر توجہ نہ دیں۔ کیونکہ شاعروں کے حوالے سے ایک بات عام ہے کہ وہ ہر چیز میں غلو کرتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم نے بھی سورۃ الشعراء میں شاعروں کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

﴿وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُہُمُ الۡغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾﴾ ''اور شعراء کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں۔''

اکثر و بیشتر شعرا کا حال یہی ہے۔ لہٰذا یہاں قرآن ان مشرکین کو توجہ دلا رہا ہے کہ اس ذات پر تم شاعر ہونے کا الزام لگاتے ہو جسے تم الصادق والامین کا خطاب دے چکے ہو۔ یہ ہر دور میں ہوتا آیا ہے کہ جب کوئی حق کی دعوت دیتا ہے تو اس کی مخالفت کرنے والے بے بنیاد چیزوں کا سہارا لے کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی اگر آپ حق کی بات کریں گے، شرعی پردے کی بات کریں گے، اسلامی سزاؤں کی بات کریں گے، شادی بیاہ میں بے جا فضول رسوم کے خاتمے کی بات کریں تو مخالفت میں ایسی ایسی باتیں سننے کو ملتی ہیں کہ اللہ حفاظت فرمائے۔ حالانکہ اُس معاشرے میں نبی اکرم ﷺ کی مخالفت مشرکین کر رہے تھے، لیکن موجودہ معاشرے میں کلمہ گو مسلمان مخالفت کرتے ہیں کیونکہ آج کلمہ پڑھنا

مسئلہ نہیں ہے بلکہ کلمہ کے تقاضوں کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا آج اگر ہم اللہ کے دین کے نفاذ، شریعت کے نفاذ، پردے کی بات کریں گے تو لوگ کہیں گے کہ پاگل ہے، دیوانہ ہے، انتہاپسند ہے۔ لیکن ہمیں اس پر پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ بلکہ اگر ہم اللہ و رسول ﷺ کے دین کی بات کرتے ہیں اور جواب میں ہمیں پاگل، دیوانہ، فنڈامنٹلسٹ یا دوسرے القابات سے نوازا جاتا ہے تو ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ کچھ تو ہماری نسبت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہو جائے گی۔ ہمیں اس نسبت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ آگے فرمایا:

﴿قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ﴿۳۱﴾﴾ ''آپ کہیے کہ اچھا تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔'' (الطور)

یعنی تمہارا خیال ہے کہ شاعر دنیا سے چلا جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کی شہرت اور ناموری بھی چلی جاتی ہے اور اس کی سوچ اور فکر بھی لوگ بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ یہ انداز قرآن حکیم میں کئی سورتوں میں کئی مرتبہ آیا ہے اور یہ چیلنج کا انداز ہے۔ یعنی تم نے جو کرنا ہے کرو میں اپنے اس کام پر استقامت کے ساتھ کھڑا رہوں گا اور نتائج سامنے آ کر رہیں گے۔ پھر قرآن حکیم پچھلی قوموں کا تذکرہ کر کے یاد دہانی کرواتا ہے کہ دیکھو وہ بھی تمہاری طرح کے لوگ تھے، انہوں نے بھی کفر کیا تو ان پر اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ آئی اور آخرت کا عذاب تو سب سے بڑا ہے۔

آگے ارشاد ہوا:

﴿اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾﴾ ''کیا ان کی عقلیں انہیں یہی کچھ سکھا رہی ہیں یا یہ ہیں ہی سرکش لوگ؟'' (الطور)

مراد ہے کہ کیا ان کی مت ماری گئی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا اتنا عمدہ اور بے مثال کردار ہے اور آپ ﷺ اتنا پیارا کلام پیش کر رہے ہیں جو انسان کی فطرت کو اپیل کرتا ہے تو کیا تمہاری عقل تم کو یہ سکھاتی ہے کہ تم ان کو شاعر کہو، مجنون یا دیوانہ کہو؟ ظاہری بات ہے کہ یہ عقل کے خلاف ہے کہ جو لوگوں کی جیب پر نگاہ نہیں رکھتا بلکہ لوگوں کے دلوں پر نگاہ رکھتا ہے، جو لوگوں کی آخرت سنوارنے کی بات کر رہا ہے، جس کا کردار گواہی دے رہا ہے، جس کا قول و فعل مطابقت رکھتا ہے، جو اپنے فائدے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کے فائدے کی بات کر رہا ہے اس کے خلاف ایسی بات کی جائے۔ اگر کوئی سلیم الفطرت انسان ہو تو وہ ایسی بات کر ہی نہیں سکتا۔

آیت کے دوسرے حصے میں فرمایا کہ: ''یا یہ ہیں ہی سرکش لوگ''۔ ان کی سرکشی سے مراد یہ ہے کہ یہ ان کی ضد کا معاملہ ہے، ان کے بغض و عناد کا معاملہ ہے، ان کی دنیا پرستی کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے کبھی ایک اعتراض، کبھی دوسرا اعتراض کرتے ہیں۔ ابوجہل سے پوچھا جاتا تھا کہ جو دعوت محمد رسول اللہ ﷺ پیش کر رہے ہیں کیا وہ حق نہیں ہے؟ وہ کہتا کہ بالکل ان کی بات ٹھیک ہے، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ اس سے پوچھا جاتا کہ پھر تم قبول کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہتا کہ اگر میں ان کی بات کو مان لوں تو میں چھوٹا ہو جاؤں گا۔ ان کے قبیلہ اور ہمارے قبیلے کے درمیان مقابلہ چلا آ رہا ہے، سارے عرب سے حاجی آتے ہیں تو یہ بھی حاجیوں کو کھلاتے پلاتے ہیں، ہم بھی کھلاتے پلاتے ہیں، یہ ان کی خدمت کرتے ہیں، ہم بھی کرتے ہیں۔ اب اگر میں ان کو رسول مان لوں تو میں چھوٹا ہو جاؤں گا۔ اس کو کہتے ہیں تکبر۔ جب ابوجہل بدر میں قتل ہوا تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج اس امت کا فرعون قتل ہوا ہے۔ جب اس کو قتل کیا جا رہا تھا تو کہنے لگا ذرا میری گردن نیچے سے کاٹنا تاکہ جب باقی گردنوں کے ساتھ رکھی جائے تو سردار کی گردن اونچی نظر آئے۔ معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ لوگوں کے اندر بھی ایک چھوٹا فرعون بیٹھا ہوتا ہے، ایک چھوٹا ابوجہل بیٹھا ہوتا ہے، اس کا عنوان ہے: تکبر۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

پریس ریلیز 4 دسمبر 2020ء

اسرائیل کا ایران کے ایٹمی سائنسدان کو قتل کرنا بدترین ریاستی دہشت گردی ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کا ایران کے ایٹمی سائنسدان کو قتل کرنا بدترین ریاستی دہشت گردی ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس بھیانک دہشت گردی پر امریکہ اور یورپ کا خاموش رہنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ایک عرصہ سے دہشت گردی کا رونا رونے والے یہ نام نہاد مہذب ممالک درحقیقت دہشت گرد اسرائیل کے پشت پناہ ہیں۔ ایٹمی صلاحیت کے حامل یہ تمام ممالک مزید کسی مسلمان ملک کو بطور ایٹمی قوت نہیں دیکھنا چاہتے۔ علاوہ ازیں وہ ایسی کارروائیوں سے عرب اور عجم میں اختلافات کو مستقل دشمنی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ جوابی کارروائی کرنا ایران کا حق ہے لیکن وہ اِس بات کا خیال رکھے کہ یہ کارروائی صرف اِن اسلام دشمن قوتوں کے خلاف ہونی چاہیے جو براہِ راست اِس میں ملوث ہیں۔ ایران نے جو متحدہ عرب امارات کو جوابی کارروائی کی دھمکی دی ہے اُس پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ یہ طرزِ عمل اسلام دشمن قوتوں کے مقاصد کو پورا کرے گا۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ عالمِ اسلام اپنے اصل دشمنوں کو پہچانے اور موقع ملنے پر براہِ راست اُن کے خلاف اقدام کرے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

((اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ))''تکبر یہ ہے کہ حق بات کو جھٹلائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔''(رواہ مسلم)

جانتے بوجھتے حق کو جھٹلانا تکبر ہے اور غمط الناس لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔حق بات سامنے آجائے تو اس کو جانتے بوجھتے جھٹلانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے ۔ اسی طرح حضورﷺ نے فرمایا:

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سورۃ المومن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰﴾ ''یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کی بنا پر اعراض کرتے ہیں وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل وخوار ہوکر۔''

تکبر کا معاملہ پہلے دن سے ہے۔شیطان پہلے بڑا نیک تھا، پارسا تھا، فرمانبردار تھا لیکن جب اس نے تکبر کیا تو راندۂ درگاہ ہوا۔وہاں اس نے یہ تکبر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کے مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دی کہ میں کیوں آدم کو سجدہ کروں، تو نے مجھے آگ سے بنایا، اس کو مٹی سے بنایا، میں اعلیٰ یہ ادنیٰ، میں تو سجدہ نہیں کروں گا۔یعنی اللہ کے واضح حکم کے مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دی اور اپنے آپ کو برتر سمجھا۔بہرحال ہر ایک کے اندر چھوٹا فرعون بیٹھا ہوتا ہے۔ہمارے مسائل کیا ہیں؟ آج لوگوں کی زبان پر یہ بات آتی ہے کہ اس 21 ویں صدی میں دین کے فلاں حکم پر عمل کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ اندر کا تکبر ہے۔یعنی اللہ کے حکم کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں۔البتہ اگر انسان یہ اعتراف کرتا ہے کہ اللہ ورسولﷺ کا حکم یہی ہے لیکن مجھ سے غلطی ہورہی ہے تو اللہ تعالیٰ بخش بھی دے گا اور اصلاح کی توفیق بھی دے گا۔لیکن آگے سے یہ کہنا کہ یہ نیا دور ہے، اس میں پردہ یا حجاب نہیں ہوسکتا ہے یا سود کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا، اس زمانے میں تم یہ کہتے ہو کہ جمہور کی بات نہ مانی جائے یہ سب تکبر کی علامات ہیں۔جمہوریت جس کو آج ساری دنیا پوج رہی ہے اس کا مکروہ چہرہ امریکہ میں سامنے آگیا ہے، ہمارے ہاں بھی کم وبیش وہی مسائل چل رہے ہیں۔سبھی کہتے ہیں نظام کو بدلو لیکن صرف چہرے بدل رہے ہیں، نظام تو نہیں بدل رہا، اس کا نتیجہ ہے کہ اذیت ہے ،تکلیف ہے ، پریشانی ہے ، بے انصافی ہے۔اس کے باوجود اگر آج یہ بات کی جائے کہ انسانی عقل نہیں بلکہ وحی الٰہی کو معیار بناؤ تو کچھ لوگ جو فلسفی ہیں کہتے ہیں کہ ذرا میچور ہو جاؤ، یہ کیا پتھر کے زمانے کی بات کرتے ہو۔گویا آج ہمارے معاشرے میں کفر اور اسلام کی بحث نہیں ہے بلکہ شریعت کے احکام کو ماننے اور ان کی پاسداری پر بحث ہے۔یہاں پھر تکبر آڑے آتا ہے کہ میں فلاں حکم کو کیسے مان لوں؟اس کے بغیر تو میرا گزارہ نہیں۔اگر سود ختم کرلوں گا تو میرا کاروبار کیسے چلے گا؟اگر یہ بے حیائی ختم کردی جائے تو پھر ہماری مارکیٹنگ کیسے ہوگی؟ یہ آج کے لوگوں کے کھلے جملے ہیں کہ اگر عورت کو نہیں دکھائیں گے تو پھر پروڈکٹس کیسے سیل ہوں گی؟سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس عورت کو تم دکھارہے ہو کیا وہ رازق ہے یا اللہ رازق ہے؟ یہ بات لوگوں کو تلخ محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت یہی ہے۔بہرحال عقل اگر سلامت ہو تو یہ مخالفت بنتی نہیں۔حاصل یہ ہے کہ یہ سرکشی ،ضد اور بے جا مخالفت پر اس لیے اُتر آئے ہیں کہ ان کے مفادات پر ضرب پڑتی ہے۔ابوجہل اور دوسرے سرداران قریش نے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھوائے ہوئے تھے، ان بتوں کے نام پر مال آتا تھا، وہ ان سرداروں کی جیبوں میں جاتا تھا۔یہ اتنے بیوقوف نہیں تھے کہ مٹی کے بنائے بتوں کو بھی انہوں نے خدا مان لیا ہو۔اصل میں یہ انسانیت کے استحصال کا بہت بڑا طریقہ رہا ہے کہ مست رکھ کر کچھ لوگوں کو مذہب کے نام پر بیوقوف بنایا جائے اور اپنی تجوریاں بھری جائیں۔ان کو سمجھ آرہی تھی کہ اللہ کو بڑا ماننے کا مطلب یہی ہے کہ ہماری بڑائی ختم ہوجائے گی۔محمد رسول اللہﷺ کو ماننے کا مطلب ہے کہ سرتسلیم خم کردینا پڑے گا اور ان کی لائی ہوئی تعلیم کو ماننے کا مطلب ہے کہ ہمارا قانون ختم ہوجائے گا لہٰذا ہمارے مفادات ختم ہوجائیں گے۔ان بتوں کے مال سے ہماری معیشت چلتی ہے۔لہٰذا ابوجہل کو بالکل درست سمجھ آئی تھی کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب کیا ہے۔ٹرمپ ہو یا نیتن یاہو یا جو بائیڈن ہو انہیں خوب پتا ہے کہ وحی الٰہی کی بالادستی کو ماننے کا مطلب ہے کہ انسان ،انسان کا غلام نہ رہے گا بلکہ رب کا غلام بن جائے گا اور جنہوں نے انسانوں کو غلام بنا کر اپنی تجوریاں بھریں ہیں، جو مجبور انسانوں کے وجود سے خون کشید کرکے رات کو شرابیں پیتے ہیں ان کو خوب پتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب کیا ہے۔ہم یہاں مسجد میں نمازیں ادا کرلیں، امریکہ میں کرلیں تو ان کو پریشانی نہیں۔اگر مسلمان امریکہ، انگلینڈ، فرانس سے حج کرنے کے لیے چلے جائیں تو ان کو پریشانی نہیں۔ان کی پریشانی وہ ہے جو ابوجہل کی پریشانی تھی۔یعنی جب مسلمان کھڑا ہوکر یہ کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب ہے کہ لامقصود الا اللہ، لامطلوب الا اللہ اور لا حاکم الا اللہ۔یعنی حاکمیت صرف اللہ کی ہوگی تو یہی چیز ان عالمی دہشت گردوں ، بدمعاشوں کو ہضم نہیں ہوتی جنہوں نے دنیا کو ظلم کی آماجگاہ بنا رکھا ہے اور جو لوگوں پر ظلم وستم کرکے اپنی بالادستی قائم کیے ہوئے ہیں۔اللہ کرے کہ آج مسلمانوں کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ ہم کون سا کلمہ مانے ہوئے ہیں کہ جس کلمہ پر بلالؓ جان دینے کو تیار تھے اور جس کلمہ کی مخالفت پر ابوجہل نے جان دی ہے۔پتا نہیں آج ہمیں کلمہ کا مطلب واضح ہورہا ہے یا نہیں ہورہا؟ صرف جمعہ کی دو رکعت کلمہ کا تقاضا ہے؟ یا صرف پانچ وقت کی نماز کلمہ کا تقاضا ہے؟ صرف داڑھی رکھ لی، ٹوپی سر پر رکھ لی تو کلمہ کا تقاضا پورا ہوگیا؟ بے شک یہ بھی تقاضے ہیں لیکن اس سے آگے بڑھ کر بھی کچھ تقاضے ہیں کہ مسجد سے باہر بھی اللہ بڑا ہو، ایوان، عدالت اور ریاست کی سطح پر بھی اللہ بڑا ہو۔جب یہ باتیں رسول اللہﷺ نے کی ہیں تب ابوجہل کا جہالت والا ہونا سامنے آیا۔جہالت اس بات کا نام نہیں ہے کہ ہمارے پاس تعلیمی ادارے نہ ہوں یا ہمارے معاشرے میں تعلیم نہ دی جارہی ہو۔ابوجہل وہاں پہلے ابوالحکم کہلاتا تھا، وہ مکہ کی پارلیمنٹ (دارالندوہ) کا سربراہ تھا۔فیصلے کرتا تھا لیکن جب وحی کا نزول ہوا اور اس نے اس کا انکار کیا تو یہ ابوجہل قرار پایا۔جہالت یہ نہیں ہے کہ تعلیمی ادارے نہیں ہیں، تعلیم نہیں دی جارہی بلکہ جہالت یہ ہے کہ سب علم ہو اور اللہ کی وحی کا انکار کیا جارہا ہو۔باقی سب کو اہمیت دی جائے اور وحی کو نظر انداز کردیا جائے۔یہ ہے اصل جہالت۔اسی لیے اللہ نے پہلے دن سے کہا تھا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱﴾ ''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔'' (العلق)

یہ پہلی وحی کی پہلی آیت ہے جس کو آج ہم نے فراموش کررکھا ہے، باقی تعلیم بہت حاصل کررہے ہیں لیکن وحی کنارے پر چلی گئی۔بہرحال آج ہمیں آپﷺ کی مبارک سیرت کی اس کشاکش کے تناظر میں اپنے مسلم معاشروں کا احوال دیکھ کر اپنے لیے اصلاح کا سامان کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

5

حضورِ حق _ 1 _ (V)

جہاں از خود بروں آوردہٗ کیست؟
جمالش جلوۂ بے پردۂ کیست؟
مرا گوئی کہ از شیطاں حذر کن
بگو با من کہ او پروردۂ کیست؟

ترجمہ اے اللہ! یہ جہاں کس نے بنایا ہے؟ (تو نے ہی تخلیق فرمایا ہے) اس کی رنگارنگی اور ہماہمی اور مسلسل حرکت و مسابقت کس کے جمال (اسماء و صفات) کا جلوہ (اظہار) ہے۔ اس دنیا کے سب کام اے اللہ! تیری ہی کسی نہ کسی صفت اور اسم مبارک کا پرتو ہیں۔ (اے اللہ! یہ تیری ہی شان بے نیازی ہے کہ قرآن مجید میں) انسان کو کہا گیا ہے کہ شیطان سے بچو، یہ تمہارا دشمن ہے۔ اے اللہ! مجھے بتا کہ اس شیطان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور کیوں پیدا کیا ہے؟ (تو حکیم ہے ہم تیری تمام حکمتوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں)

تشریح اس کائنات میں انسان نگاہ دوڑائے تو بلاشبہ نظر آئے گا کہ ایک محکم نظام ہے اور سینکڑوں صدیوں کی انسانی زندگی میں اس نظام میں کوئی دراڑ یا بگاڑ یا ایسا DISASTER کہ جس سے نظام میں خلل واقع ہوا ہو، معلوم نہیں (اور نہ آئندہ ہوگا) اے اللہ! تو حکیم ہے اور علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے، تو نے یہ محکم نظام بنایا ہے اور تخلیق انسانی اس کا CLIMAX ہے اور حضرت انسان اس تخلیق کا دولہا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے: ((اَلدُّنیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلاٰخِرَۃ)) دوسری طرف قرآن مجید میں (02:67) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کا یہ سلسلہ انسان کی آزمائش کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔ انسان کو مخالفانہ رویوں اور نفسانفسی کے طوفان نما سیلاب میں پھینک دیا گیا ہے کہ انسان کیا کرتا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ پر یقین ہو تو اللہ تعالیٰ ان حالات میں اپنے ناتواں بندے کی ہر طرح، ہر آن، ہر جگہ، ہر وقت اور ہمہ وقت مسلسل مدد کرنے پر قادر بھی ہے اور کرتا بھی ہے دوسری طرف راہ حق سے ہٹانے والے داعیاتِ نفس بھی ہیں، حیوانی جذبے بھی ہیں، دنیاوی زندگی اور اس کی لذتیں ہیں، جاہ و جلال ہے وسائل زندگی ہیں آخرت کو اور مقصد حیات کو بھی بھلا دینا ہے، بے شمار جن وانس اسی طرح زندگی گزار رہے ہیں جس سے انسان کو بھی یہی LIFE STYLE اختیار کرنے کی شہ ملتی ہے یہ مسابقت و مقابلہ دنیا میں اصلاً انسان کے اندر (چاہے انسان مانے یا نہ مانے) بھی جاری ہے اور اسی کا پرتو دنیا میں ہے کہ ہر سو نفسانفسی، جنگیں، تباہی، قتل، زن رزر رزمین پر جھگڑے، وسائل رزق پر قبضہ اور کشاکش ہے۔ انسان 24 گھنٹے کام نہیں کرسکتا ہے مگر یہ دنیا 24 گھنٹے چل رہی ہے۔ لہٰذا شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تو میری دستگیری فرما تا کہ میں مخالفانہ ماحول میں اپنی خودی کی نگہبانی کرسکوں اپنے ضمیر کے مطابق زندگی بسر کرسکوں۔

حضورِ حق _ 2 _ (I)

دلِ بے قیدِ من در پیچ و تابیست
نصیبِ من عتابے یا خطابیست
دلِ ابلیس ہم نتوانم آزرد
گناہِ گاہ گاہِ من صوابیست

ترجمہ (اے اللہ) میرا آزاد دل بے قرار اور ہر لحظہ نئی صورت حال (مہم) سے دوچار رہتا ہے۔ میرے نصیب میں اللہ کی (نافرمانی اور) ناراضگی ہے یا خطاب (گفتگو، ملاقات، لقائے رب) اور جزا یعنی اچھا بدلہ ہے۔ (انسان خطا کا پتلا ہے اور مسلسل اور ہمہ وقت مشین کی طرح صحیح سمت پر نہیں برقرار رہ سکتا یا چل سکتا)۔ (درست ہے کہ) انسان سے غلطی ہو جاتی ہے یعنی میرے عمل سے ابلیس کا گمان صحیح ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی کرے گا لیکن وہ عمل غلطی پر پچھتانے اور پشیماں ہونے سے اصلاح کار اور توبہ کی طرف لے جاتا ہے اور جلد ہی توبہ کرنے سے انسان کے سابقہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔ گویا میرا گاہ گاہ گناہ کر بیٹھنا میری اصلاح کے لیے مہمیز کا کام دیتا ہے۔

تشریح انسان کا وجود بظاہر حیوانی وجود سے مشابہ ہے مگر انسان کے اندر موجود دل، حیوانی دل سے یکسر مختلف ہے۔ اس دل کے اندر نیکی بدی کی تمیز کا احساس پایا جاتا ہے اور اس احساس میں دل یکسر آزاد ہے اور کوئی انسانی دباؤ اس کو متاثر نہیں کرسکتا۔ علامہ اقبال حضورِ حق میں عرض گزار ہیں: ایک طرف میرا دل ہے کہ آزاد ہے اور ہمہ وقت 'پیچ و تاب' میں ہے ہر انسانی کام پر صحیح/غلط کا فوری اور بروقت فیصلہ سناتا رہتا ہے۔ اے اللہ، میرے دل کی صلاحیت میرے لیے سزا ہے یا خطاب، ملاقات اور اعزاز کا سبب ہے (قرآن مجید اچھے اعمال والے انسانوں کو روزِ قیامت کے حساب کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوں گے اور انعام پائیں گے)۔ میرے اللہ، انسان مشین کی طرح کام نہیں کرسکتا ہے، سستی، کاہلی، غلطیاں اور مستیاں بھی انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ لہٰذا مجھے ہمہ وقت کام کرتے دل کے ساتھ زندگی گزارنے میں کچھ غلطیوں کی گنجائش دے۔ اور فرماتے ہیں کہ میں 'دلِ ابلیس' کو بھی مایوس نہیں کرتا غلطی کرتا ہوں جس سے وہ خوش ہوتا ہے مگر اسلام میں غلطی کر کے فوراً توبہ کر لینا اور اچھائی اختیار کر لینا ساری غلطیوں کو مٹا دیتا ہے۔ توبہ کا یہی تصور ہے کہ سابقہ غلطیاں معاف ہو سکتی ہیں تو بھائی توبہ کر لیتے ہیں۔ اگر سابقہ غلطیاں معاف نہ ہوں اور آئندہ کی توبہ ہو تو کوئی شخص بھی توبہ پر آمادہ نہ ہو۔ لہٰذا ابن ماجہ کی یہ روایت عین فطرت انسانی کی خواہش اور اس شعر میں شاید اسی طرف اشارہ ہے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَہٗ (گناہ سے (سچی) توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے)۔

علامہ خادم حسین رضوی کے جنازے سے مسلمانوں نے مغرب اور سیکولر حضرات کو یہ پیغام دیا کہ ان کے بدن سے روحِ محمد ﷺ نہیں نکالی جا سکتی: ایوب بیگ مرزا

اسرائیل کا قیام گریٹر اسرائیل کے لیے عمل میں لایا گیا ہے جس میں یہود مسجد اقصیٰ اور مدینہ طیبہ سمیت ہمارے مقدس مقامات کو بھی شامل کرتے ہیں لہٰذا اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مطلب ان مقدس مقامات سے ہاتھ دھونا ہوگا: رضاء الحق

علامہ خادم حسین رضوی اور عرب اسرائیل تعلقات کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: علامہ خادم حسین رضوی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اسلام کے حوالے سے اُن کی خدمات سے ہمارے ناظرین کو کچھ آگاہی دیں۔

ایوب بیگ مرزا: علامہ خادم حسین رضوی کی وفات یقیناً پاکستان کے لیے نہیں بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ عالم اسلام نے ایک بہت عظیم شخصیت کو کھویا ہے۔ البتہ چونکہ ان کی عمر 54 سال تھی، اس لیے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ان کی بے وقت موت ہوئی ہے۔ ایسے جملے نہیں کہنے چاہئیں کیونکہ وقت اللہ کی طرف سے معین ہوتا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کس وقت اپنے پاس بلا لے اور وہی وقت اس انسان کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ انسان اس کے بعد کسی فتنے میں مبتلا ہو جائے۔ لہٰذا اللہ نے جو وقت کسی کے لیے مقرر کیا ہوتا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ بہرحال مولانا خادم حسین صاحب اس دنیا سے چلے گئے لیکن ان جیسا عاشقِ رسول ﷺ ہماری نظر میں آج کے دور میں نہیں گزرا۔ ناموسِ رسالت کے معاملے میں وہ بہت جذباتی ہو جاتے تھے۔ اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے اپنی جماعت بنائی ہوئی تھی "تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ"۔ انہوں نے اپنے کارکنوں کی بہت زبردست تربیت کی تھی یہی وجہ ہے کہ ان کے کارکن ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ کسی شخصیت کی یہ بہت بڑی خوبی ہوتی ہے کہ لوگوں کی عظیم اکثریت ان سے یوں جذبات کا اظہار کرے اور اصل میں یہ محبت اللہ کے رسول ﷺ سے تھی کیونکہ وہ ناموسِ رسالت کے پہرے دار کے طور پر سامنے آئے تھے اور بہت قلیل عرصے میں انہوں نے شہرت کی بلندیوں کو چھوا۔ یہ اعزاز ہر ایک کو نہیں ملتا بلکہ یہ اللہ کی طرف سے کچھ بندوں پر خاص فضل ہوتا ہے۔ اپنی محنت، جدوجہد و سعی تو اپنی جگہ پر ہوتی ہے لیکن ان پر اللہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

کی خاص رحمت تھی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

سوال: علامہ صاحب ممتاز قادری کی پھانسی کے بعد ایک عالم اور خطیب کی حیثیت سے عوام کے سامنے آئے۔ اتنے قلیل عرصہ میں شہرت کی اتنی بلندیوں پر کیسے پہنچ گئے؟

رضاء الحق: علامہ خادم حسین رضوی بڑی شخصیت تھے۔ ان کا یک نکاتی ایجنڈا تھا۔ اس کے ساتھ ان کے خطبات میں اقامت دین کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ اصل میں ہماری سرزمین ناموسِ رسالت ﷺ کی حفاظت کے حوالے سے بڑی زرخیز ہے، یہاں پر غازی علم دین شہید، ممتاز قادری شہید بھی آئے اور جب ناموسِ رسالت پر کسی بھی طریقے سے حملہ کیا گیا، چاہے وہ قادیانیوں کی شکل میں ہوا ہو، چاہے وہ باہر سے کسی شکل میں ہوا ہو تو ناموسِ رسالت کے مجاہدوں نے گستاخوں کی گردنیں بھی کاٹیں اور بدلے میں شہادت بھی پائی۔ علامہ خادم حسین صاحب ایک بڑے دھرنے کو لیڈ کر رہے تھے کیونکہ مغربی استعماری قوتوں نے نبی اکرم ﷺ کی ناموس کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ یہ معرکہ خیر و شر ازل سے ہی جاری ہے۔ قصہ آدم و ابلیس سے یہ معرکہ شروع ہوا۔ جاہلیت جدیدہ میں اصل نشانہ اسلام ہے۔ حزب الشیطان کا نشانہ پہلے سیاسی اسلام تھا۔ یعنی جو فنڈامنٹلسٹ ہیں ان کو انہوں نے ٹارگٹ کیا ہوا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ دشمنانِ اسلام تمام مسلمانوں کے خلاف گھیرا تنگ کرتے جا رہے ہیں۔ اب وہ اسلامی شعائر، حلال و حرام کے تصور کے خلاف بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ اب انہوں نے قرآن پاک کی بے حرمتی عام کر دی ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر وہ بار بار حملے کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق بہت گہرا ہے۔ پھر انہیں یہ بھی خدشہ ہے کہ اس کے نتیجے میں دیگر منکرات کے خلاف بھی مسلمان اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس پورے پس منظر کو سامنے رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے علامہ خادم حسین رضوی کا ایک رول مقرر کیا اور انہوں نے اپنا رول ادا کیا۔ یہ ان کی شہرت کا معاملہ نہیں ہے بلکہ اصل میں اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ کام لیا۔

ایوب بیگ مرزا: یہ حقیقت ہے کہ آج کا مسلمان

اسلام سے بہت دور ہو چکا ہے۔ آج بہت قلیل تعداد میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے مغربی تہذیب کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی مسلمانوں کے دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نہیں نکلی۔ بالکل بے عمل مسلمان بھی جب دیکھتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حرمت کا معاملہ آگیا ہے تو وہ اپنی جان دینے پر تیار ہوجاتا ہے۔ اس لیے مغرب کا ایجنڈا یہ ہے کہ اگر مسلمان کے دل سے روح محمدؐ نکال دی جائے تو اسلام میں کچھ باقی نہیں رہ جائے گا اور رسول اللہ ﷺ کی ذات کی وجہ سے مسلمانوں میں جو اتحاد ہے یہ اتحاد ختم ہوجائے گا۔ علامہ صاحب قرآن پاک کے حافظ تھے اور علامہ اقبال کے فارسی اور اُردو کلام پر ان کو اتنی دسترس حاصل تھی کہ اپنے خطاب میں چار چاند لگا دیتے تھے۔ ممتاز قادری کو جب شہید کیا گیا تو ان کا جنازہ ایک مثالی جنازہ تھا وہاں سے علامہ خادم حسین رضوی ایک رہنما کی حیثیت سے سامنے آئے اور ناموس رسالت کے مشن کو آگے لے کر گئے اور لوگوں نے بھی ان کے خلوص کو دیکھتے ہوئے ان کو مکمل سپورٹ کیا۔

سوال: علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے جنازے سے دنیا کو کیا پیغام گیا؟

ایوب بیگ مرزا: علامہ کا جنازہ اتنا بڑا تھا کہ میں نے آج تک ایسا جنازہ نہیں دیکھا حالانکہ کرونا وباء بھی ایک رکاوٹ تھی لیکن اس کے باوجود لوگ ان کے جنازے میں آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہراً علامہ کی عزت و توقیر تھی لیکن اصلاً یہ نبی اکرم ﷺ سے اپنے تعلق کا اظہار تھا۔ اس جنازے سے لوگوں نے مغرب اور سیکولر حضرات کو یہ پیغام دیا کہ ابھی ان کے بدن سے روح محمد ﷺ نہیں نکلی۔ لیکن اصل میں اسلام صرف محمد رسول اللہ ﷺ سے عشق کا ہی نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کے احکامات کی پیروی کا نام ہے، اللہ کے احکامات کو تسلیم کرنے کا نام اسلام ہے، سنت نبویؐ کو اپنانے کا نام اسلام ہے۔ مسلمانوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو سامنے رکھ کر اسلام پر عمل کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی گئی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ پڑوسی کو وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔ عشق رسولؐ اس طرح ہونا چاہیے کہ اس سے نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ قرآن کو امام بنائیں اور رسول اللہ ﷺ کا جو مشن تھا اس کی تکمیل کی طرف بڑھیں۔ نبی اکرم ﷺ کی بے شمار سنتیں ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی سب سے بڑی سنت یہ ہے کہ اسلام کو بحیثیت دین نافذ کیا جائے اور اس کے لیے اپنا تن من دھن لگا یا جائے۔ آپ ﷺ نے یہ سنت آغاز وحی سے لے کر اپنے وصال تک جاری رکھی۔

سوال: محمد بن سلمان اور نیتن یاہو کے درمیان ہونے والی خفیہ ملاقات کی خبر میں کتنی صداقت ہے؟

> دوبئی کا قیام مسلم تہذیب کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ وہاں ہر وہ کام ہوتا ہے جو مغربی معاشرے کا خاصہ ہے۔ اب نیوم سٹی بھی اسی طرز پر بن رہا ہے۔

رضاء الحق: سعودی عرب میں اسلام کے کچھ شعائر کا نفاذ موجود تھا لیکن سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان جب ولی عہد بنا تو شاہ سلمان کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہ گئی، سارے فیصلے محمد بن سلمان نے لینے شروع کر دیے۔ اس کے سارے اقدامات اسلامی شعائر کے خلاف ہیں۔ اس نے آغاز عورتوں کو ڈرائیونگ کا لائسنس دینے سے کیا۔ اس وقت اکثر لوگوں نے یہی کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ شیطان کا دروازہ کھولنے والی بات تھی۔ اس کے بعد اس نے وہاں سینما کھولے، میوزیکل کنسرٹ ہوئے، ڈبلیو ڈبلیو ای ریسلنگ ہوئی جس میں مردوں اور عورتوں دونوں کے مقابلے ہوئے، وہاں پر ڈانس پارٹیز بھی شروع ہوگئیں۔ وہاں پر شرعی احکام کے نفاذ کے اداروں کے کردار کو محدود کر دیا گیا اور نیوم سٹی کا اعلان کیا گیا جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ سعودی عرب کا دوبئی بنے گا۔ حالانکہ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ دوبئی کا قیام مسلم تہذیب کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے لیے عمل میں لایا گیا۔ وہاں ہر اس چیز کی اجازت ہے جس کی ماڈرن مغربی تہذیب میں اجازت ہے۔ اب اسی طرز پر سعودی عرب میں نیوم سٹی بنایا جارہا ہے۔ یہ ایک ایسی جگہ ہوگی جو مغربی تہذیب کا عکس ہوگی۔ اس پورے فیصلے میں محمد بن سلمان اور اس کے امریکی دوست (بالخصوص ٹرمپ کا یہودی داماد جیرڈ کشنر) شامل تھے۔ اس نیوم شہر کی سرحدیں اسرائیل کے ساتھ جڑتی ہیں۔ اسرائیل کو سمجھنے کے لیے دجال کو سمجھنا پڑے گا۔ وہ ابھی نہیں آیا اور کسی کو نہیں معلوم کہ کب آئے گا۔ لیکن احادیث میں ان کے آنے کی خبریں موجود ہیں کہ ایک شخص آئے گا جو یہودی ہوگا اور اس کا نام دجال ہوگا۔ حدیث میں یہاں تک موجود ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال اور اس کے فتنے سے ڈرایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا۔ چونکہ دجال مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہوگا۔ اس لیے اللہ کی طرف سے اس کو ایسی صلاحیتیں دی گئی ہوں گی کہ ہوا، بارش، موسم سمیت ہر چیز پر اس کا کنٹرول ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں جنت و دوزخ ہوگی، اس کے ہاتھ میں رزق کی کنجیاں ہوں گی جن کو وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے رستے سے ہٹانے اور اپنی طرف بلانے کے لیے استعمال کرے گا۔ اسرائیل کا قیام گریٹر اسرائیل کے قیام کے منصوبے کے لیے عمل میں آیا۔ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ یہ ہے کہ یہودی پوری دنیا پر راج کریں گے۔ ان کا مسایاح آئے گا، اس کی باقاعدہ تاجپوشی ہوگی۔ اس کے لیے خالی سیٹ موجود ہے۔ اس مسیح الدجال نے آنا ہے اس سیٹ پر بیٹھ کر اس نے پوری دنیا پر حکومت کرنی ہے اور یہودی اس چیز کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس دجال کی نشانیاں سامنے آتی جارہی ہیں۔ اس کے لیے سب سے پہلے وہ بیت المقدس کے اردگرد فلسطینیوں کو زیر کر چکے ہیں۔ پھر اس کے بعد سرحدی ممالک (شام، اردن، مصر اور سعودی عرب) کو بھی وہ اپنے زیر اثر لا چکے ہیں اور باقی عرب ممالک بھی اسرائیل کی مٹھی میں جارہے ہیں۔ سعودی ولی عہد اور نیتن یاہو کی ملاقات اسی نیوم سٹی میں ہوئی ہے۔ سعودی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ایسی کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن اسرائیل کی طرف سے فلائیٹ پلانز اور ڈاکومنٹری ثبوت سامنے آچکے ہیں اور اسرائیل کے وزیر تعلیم کا بیان بھی

آ گیا ہے کہ یہ ملاقات ہماری بہت بڑی خواہش تھی جو پوری ہوگئی ہے۔ غالب گمان یہی ہے کہ ملاقات ہوئی ہے اور اس میں ایسی باتیں طے ہوئی ہوں گی جو آنے والے وقتوں میں سعودی عرب کے عوام اور دوسرے مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہوں گی۔

سوال: کیا امریکہ، اسرائیل، سعودی عرب خفیہ ملاقات کسی بڑی خبر کا پیش خیمہ ثابت ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: یہ ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی اس بارے میں ان بیانات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جو ملاقات ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں، وہ زوردار انداز میں اس کا اظہار کر رہے ہیں اور اس ملاقات کی تردید کرنے والے بہت ہلکے انداز میں اس کا انکار کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ملاقات ہوئی ہے۔ اس ملاقات کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ کیا اس کے بعد کوئی ایران پر حملہ ہوگا؟ میں اس فورم سے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ایران پر حملہ نہیں ہوگا لیکن اب ممکن ہے کہ وہ شاید ایران کی طرف بڑھیں گے۔ یہ جو ملاقات ہوئی ہے اس میں اگر نیتن یاہو نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا کہا ہو تو دوسری طرف سعودی عرب نے ایران کے خلاف کسی کارروائی کا کہا ہوگا۔ کیونکہ ایسے معاملات میں سودے بازی ہوتی ہے اور اب کچھ راستہ بن رہا ہے، کچھ حالات ایسے بن رہے ہیں کہ اب امریکہ کسی وقت ایران کے خلاف کوئی کارروائی کرسکتا ہے۔ کیونکہ عرب ممالک تو غلام ہو چکے ہیں۔ اگر سعودی عرب اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بدلے میں ایران کے خلاف کسی اقدام کی شرط رکھتا ہے تو اسرائیل کو ایران سے کیا ہمدردی ہے۔ البتہ امریکہ کے ایران سے بعض مفادات ہیں لیکن جب عرب اور اسرائیل دونوں اس بات پر متفق ہوجاتے ہیں تو بہت جلد نہیں تو کچھ وقت گزرنے کے بعد اس جنگ کی شروعات ہوسکتی ہیں۔ لیکن ایران جس جغرافیائی پوزیشن میں واقع ہے اگر اس پر حملہ کیا گیا تو پھر بات عالمی جنگ کی طرف جائے گی۔ کیونکہ اس کے بعد روس یہ سمجھے گا کہ میرے لیے تمام دروازے بند کردیے گئے اور جب روس آگے بڑھے گا تو معاملہ عالمی تصادم کی طرف بڑھ سکتا ہے۔ اس لیے ابھی بھی ایران پر حملہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے لیکن بعید از قیاس بھی نہیں ہے۔ اسرائیل کے لیے خود عالمی طاقت بننا بھی ایک مسئلہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عالمی جنگ اب ہوتی ہے تو اسرائیل کو اس کا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر عالمی جنگ ہوتی ہے تو امریکہ، چین اور روس کا شدید نقصان ہوگا اور اس صورت میں اسرائیل کو آگے بڑھنے کا موقع مل جائے گا۔ کیونکہ جب امریکہ کمزور ہوگا تو امریکہ کے شہر نیویارک میں موجود تمام مالیاتی ادارے اسرائیل اٹھا کر یروشلم لے آئے گا اور امریکہ کو مالیاتی طور پر مفلوج کردے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ایک سازش کے تحت دنیا کے حالات اس طرح بگاڑنا چاہتے ہیں تاکہ اسرائیل کو فائدہ ہو۔

سوال: کیا پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرے گا؟ اگر کرتا ہے تو اس کے کیا نتائج نکلیں گے؟

رضاء الحق: پہلی بات یہ ہے کہ اسرائیل میں موجود لوگ بنی اسرائیل میں سے نہیں ہیں۔ یہ اشکنازی یہودی ہیں جو یوریشیا سے پہلے یورپ میں آکر آباد ہوئے تھے۔ پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد وہ اسرائیل میں آکر آباد ہوگئے کیونکہ یہ معاملات بالفور ڈیکلیریشن میں پہلے طے ہو چکے تھے۔ ان یہودیوں کا تصور ہے کہ ہم اصل انسان ہیں۔ باقی سارے لوگ انسان نما حیوان ہیں۔ نسلی بنی اسرائیلی اسرائیل میں بہت تھوڑے ہیں۔ ان کی تاریخ دیکھیں تو دو مرتبہ ان پر اللہ تعالیٰ کا کوڑا برسا۔ دوسری مرتبہ 70ء میں رومن ایمپائر کے جنرل ٹائٹس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہودیوں کے دوسرے ٹیمپل کو ختم کردیا اور پھر پوری دنیا میں یہودی منتشر ہوگئے جس کو وہ اپنا دورِ انتشار (Diaspora) کہتے ہیں۔ الٹرا آرتھوڈاکس یہودی آج بھی اس چیز کے قائل ہیں کہ ہم اسرائیل میں واپس نہیں جاسکتے ہیں اور نہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسرائیل ہمارا ہے۔ کیونکہ خدا نے ہمیں یہاں سے نکال دیا تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آخری بات یہودیوں سے یہ کی ہے:

﴿ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج ﴾ ''یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔'' (البقرۃ:134)

اب تمہاری جگہ پر ایک نئی اُمت آگئی ہے۔ پھر یہ کہ ہم مسلمان نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں کہ:

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾

''راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا، جو نہ تو مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ۔'' (الفاتحہ)

نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں واضح فرمادیا کہ مغضوب علیھم سے مراد یہودی ہیں۔ اور ضآلین سے مراد عیسائی ہیں۔ لہٰذا پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ اسرائیل میں آباد ہیں ان کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ پھر بانی پاکستان قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ یہ قائداعظم کا ویژن تھا۔ موجودہ حکومت قائداعظم کے موقف کے ساتھ کھڑی ہے اور یہی قرآن وسنت کا موقف ہے۔ یہ صرف عربوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے بیت المقدس اتنا ہی عزیز ہے جتنا بیت اللہ اور حرمین شریفین۔ یہ ارضِ مقدس ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین مقامات کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔ ان میں مسجد الحرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس شامل ہیں۔ مسجد اقصیٰ ہماری ہے۔ وہاں باطل یہودی آکے قابض ہوچکے ہیں۔ ہم کسی صورت اس کو قبول نہیں کرسکتے۔

ایوب بیگ مرزا: ایک معروف اینکر نجم سیٹھی نے کہا ہے کہ اگر عرب اسرائیل کو مان لیتے ہیں تو ہم چوتھے محلے سے اُٹھ کر یہ کیوں کہیں کہ ہم نہیں مانتے۔ یہ باتیں بھی سامنے آرہی ہیں کہ بعض طاقتور حلقے بھی اسرائیل کے حق میں کہہ رہے ہیں کہ اسے تسلیم کرنا چاہیے۔ یعنی حکومت پر داخلی طور پر پریشر ہے کیونکہ ایسی خبریں آرہی ہیں کہ پاکستان کو یہ دھمکی دی جارہی ہے کہ سعودی عرب اور یو اے ای سے تمام پاکستانیوں کو نکال دیا جائے گا۔ ایسا ہونا بہت مشکل ہے لیکن اگر ایسا ہوگیا تو ظاہری طور پر یہ پاکستان کا دیوالیہ نکالنا ہے کیونکہ ہماری آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ یہی علاقے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اس پر ڈٹے رہنا چاہیے اور مجھے حکومتِ پاکستان سے امید ہے کہ وہ ڈٹی رہے گی۔ اگر وہ اس پر نہ ڈٹی رہی تو یہ پاکستان کی بہت بڑی بدقسمتی ہوگی، امت مسلمہ کی بدقسمتی ہوگی۔ ہم اس کی شدید ترین مخالفت کریں گے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا لہٰذا وہ ایسے کسی ملک یا قوم کو کیسے تسلیم کرسکتا ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں مغضوب اور گمراہ قوم قرار دیا ہو۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دعا کرو! دل کی گہرائی سے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

بے رحم، مار دھاڑ، میزائلوں کے تھپیڑے برداشت کرتی آبادیاں، لگتا تھا ضمیر، انسانیت سبھی کچھ گلوبل چودھریوں کی جنگوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ یکا یک منظر بدل گیا۔ اخباروں، سوشل میڈیا میں ایک ہاتھی کے لیے دردمندی، دلسوزی، محبت کے جو جذبات امڈے، آنکھیں بھر بھر آتی دیکھی گئیں تو لگا کہ اتنا اظہارِ یکجہتی ایک بے زبان کے لیے! زندگی اور دھڑکتے حساس دل کی علامت تو ہے۔ شرق تا غرب دنیا ہل گئی ہاتھی پر روا رکھے گئے ظلم پر۔ امریکی پاپ اسٹار نے مہم چلائی۔ 2016ء سے شیر گائیکہ، (Cher آپ اسے چیر بھی پڑھ سکتے ہیں، ہاتھی کی نسبت سے 'چیر' بظاہر بہتر ہے۔) مہم چلا رہی تھیں۔

تفصیل کچھ یوں ہے کہ اسلام آباد کے چڑیا گھر میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں تحفتاً آیا، ننھا ہاتھی 'کاون' یہیں پلا بڑھا، شادی ہوئی۔ 2012ء میں ہتھنی بیوی کی وفات پر اسے دنیا کا تنہا ترین ہاتھی قرار دیا گیا۔ (یہ خطاب بھی گوروں نے دیا، جن غریبوں کو خود بیوی نصیب نہیں ہوتی۔ پارٹنر در پارٹنر رُلتے اولڈ ہومز میں جا سوتے ہیں۔) ناکافی خوراک اور تنہائی نے ماؤف سا کر دیا۔ زنجیر ڈال دی گئی۔ سوشل میڈیا پر خبر پھیلی۔

دردمند چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ نے عالمی تنظیم ''چار پایہ'' کو ہاتھی کو یہاں سے نکال لے جانے کی اجازت دی۔ گلوکارہ جیسی ہمدرد میسر آئی اور اب صدر، وزیراعظم، سرکاری اہلکار سبھی کی شفقت کے زیرِ سایہ کارِ خیر انجام پایا۔ کاون بڑے اہتمام سے لاد کر کمبوڈیا روانہ کیا گیا۔ صدرِ مملکت خصوصی تشریف لائے اور فرمایا: چیف جسٹس نے اسلامی روایات کے تناظر میں جانوروں کے تحفظ اور انہیں سازگار ماحول فراہم کرنے کے حوالے سے شاندار فیصلہ کیا ہے۔ صدر نے فرمایا: بچپن میں جانوروں کے بچوں کو ان کی ماں سے علیحدہ کرنے سے ان کے احساسات پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شیر نے ٹویٹ کیا: دعا کرو، دعا کرو، دل کی گہرائیوں سے دعا کرو کہ ہر مرحلہ بحسن وخوبی طے پائے۔ وہ سب کی دعاؤں، نیک تمناؤں، امیدوں کی مہربان بانہوں میں سفر کرے! ایک جملہ یہ تھا: پُرامن، محبت بھری زندگی کا منتظر، اپنے پیاروں سے جا ملے گا! کاون کو فرینک سناترا اور شیر کی گائیکی سے محظوظ کیا گیا، اس غم کا اظہار ہوا کہ بے چارے کی شراب مارگلہ ریسٹ ہاؤس والے پی جاتے رہے۔ اتنے سال پاکستان رہ کر شراب وموسیقی میں ہی ڈبکی دی جاتی رہی؟ اور کسی نے لاعلمی میں یہ جملہ لکھا: جانوروں کا کوئی مذہب یا عقیدہ نہیں ہوتا! حالانکہ صاحبِ اختیار مخلوقات جن وانس کے سوا پوری کائنات اور اس کی مخلوقات مسلم (اللہ، خالق کی فرمانبردار) ہیں! (ہمارے بچے بلی کے سامنے، بچپن میں قرآن پڑھا کرتے تو ہمہ تن گوش مؤدب بیٹھتی تھی!)

بہرطور کاون کہانی پڑھ کر ہم اس تلاش میں ہیں کہ چار پایہ تنظیم، چوپاؤں کی عالمی ہمدرد تو ہے، کیا کوئی 'دوپایہ' تنظیم کاون سے بڑھ کر بے یارومددگار پابہ زنجیر ان دوپایوں کے لیے ہے جو اپنے گھر والوں سے جدا، انصاف اور عدالتوں سے، قانون کی عملداری سے کہیں دور عقوبت خانوں کی نذر ہیں؟ صدرِ مملکت کی حساسیت ''بچوں کو ماں (باپ؟) سے علیحدہ کرنے پر'' منفی اثرات مرتب ہونا کیا صرف ہاتھیوں کے لیے مخصوص ہے؟ ''اسلامی روایات کا تناظر'' حیوانات کے ساتھ کہیں انسانوں کے لیے بھی کوئی ہدایات دیتا ہے؟ لوٹ جاتی ہے اِدھر کو بھی نظر، کیا کیجیے! کاش عافیہ ہاتھی ہوتی یا وہ سمندری بگلا، جس کی حق تلفی پر برطانوی شخص کو ایک سال معطلی، دو ماہ قید اور ہزار پاؤنڈ جرمانہ سنایا گیا۔ ایسے پرندے کو مارا جسے تحفظ حاصل تھا! مسلمانوں کو روئے زمین پر تحفظ کی عیاشی حاصل نہیں۔ خواہ وہ فرانس کے ایک دو نہیں، 17 بچے ہی کیوں نہ ہوں جنہوں نے گستاخ رسول ٹیچر پر آزادیٔ اظہارِ رائے کا حق انجانے میں استعمال کرلیا۔ ان بچوں کو 'دہشت گردی کے دفاع' کے الزام میں تفتیش کی دہشت کا سامنا کرنا پڑا۔ خود فرانس کی انتہاپسندی کا یہ عالم ہے کہ 'لادینیت پر سختی سے عمل ہوگا'۔ 'لادینیت خود ایک مذہب ہے جس کا ''خدا'' شیطان ہے۔ اس سے زیادہ انتہاپسند مذہب دنیا میں اس وقت کوئی دوسرا نہیں جس نے مسلم آبادیوں کو خون اور گوشت کے بارود گزیدہ لوتھڑوں میں بدل دیا۔ ایسے میں ہم صرف کاون کی قسمت پر اظہارِ رشک کی گستاخی کر رہے ہیں۔

امریکی گلوکارہ شیر نے کہا: ''17 سال سے ہزاروں میل دور پابہ زنجیر ہاتھی کو میں کیونکر رہا کروا سکتی ہوں''۔ اور بس پھر عزم رنگ لایا! ڈاکٹر عافیہ کے 17 سال، تین بچوں کی ماں، ایک چھین کر مار ڈالا، دو پر احسان کر کے سالوں بعد نانی تک پہنچا دیا اور بس! مانا ہاتھی اور گدھا دونوں ہماری حکومتوں کے لیے مقدس جانوروں کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہاتھی سوار ریپبلکن ٹرمپ گیا تو گدھا سوار جو بائیڈن آئے گا۔ سو عافیہ کاون کی برابری تو نہیں کر سکتی! ہم تو کسی دوپایہ عالمی تنظیم کی تلاش میں ہیں جو مظلوموں کے لیے درد دل رکھتی ہو۔ جس کے لیے کوئی اتنی ہی دردمندانہ ٹویٹ کرے: ''دعا کرو! دعا کرو! دل کی گہرائی سے!''

جو حال ہے اُمت کا وہ سب پر ہی عیاں ہے
سسکی کی صدا ہے کہیں آہوں کا دھواں ہے!
ماؤں کے تڑپنے کا تو دل دوز سماں ہے
بچوں کا بلکنا بھی بھلا کس سے نہاں ہے
اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ وقتِ دعا ہے!

عافیہ پر رونے والوں کے بھی آنسو اب 'یوم الدین' کے انتظار میں خشک ہو چلے ہیں۔ یوم تبلی السرائر۔ سارے راز عیاں ہوجانے کا دن دور تو نہیں، جب اسکرینوں پر سارے کارنامے دکھا دیے جائیں گے۔ سارے جھوٹ فریب، دجل عیاں ہونے کا دن۔ ''اے مجرمو! آج چھٹ کر الگ ہوجاؤ!'' وہ دن تو آنا ہے۔ دنیا میں تنہا تنہا قبروں میں اترتے جائیں گے پلک جھپکتے میں! سلاماً سلاماً کا انجام مقدر ہو، یا ابوجہلوں کی ذریت، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی طرح جہنم کے گڑھے کا ایندھن۔ جس امریکا کی خدائی پر مسلم حکومتیں ایمان لائیں، اس کا دبے پاؤں حشر نشر ہوگیا، مگر ان کی آنکھوں کا پردہ نہ اترا۔ کورونا لاشوں سے ان کے قبرستان اَٹ گئے، تقریباً تین لاکھ روزانہ متاثر، دو ہزار یومیہ اموات۔ میڈیا بھی کماحقہ ہائی لائٹ نہیں کر رہا۔ الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا۔ سال گزر گیا، ہائی ٹیک دوا خانوں سے کوئی

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 27 نومبر 2020ء)

ہفتہ (21 نومبر 2020ء) کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی اُسرہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر نائب امیر اور ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی سے مختلف تنظیمی امور کے حوالے سے ملاقات رہی۔

اتوار (22 نومبر 2020ء) کو مقامی تنظیم لاہور وسطی کے مجیب الرحمن سے ناشتے پر ملاقات کی۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی کی موجودگی میں نثار شفیق سے ان کے تقاضے پر ملاقات ہوئی۔ پھر تربیتی کمیٹی کے اجلاس میں اگلے سال کے تربیتی کورسز کے متعلق طے کیا گیا۔ بعد نماز ظہر لاہور غربی کے رفقاء سے خطاب کیا۔ شام کو کراچی واپسی ہوئی۔

پیر، منگل، بدھ و جمعرات (23,24,25,26 نومبر 2020ء) کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ نیسپاک والوں سے سوا گھنٹے آن لائن سیشن رہا۔ انہوں نے پہلے سے وقت لیا ہوا تھا۔ "مقصد حیات" کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ پھر 15 منٹ سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ نائب امیر سے دفتری امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا ہے۔

جمعہ (27 نومبر 2020ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں 2 احباب سے ملاقات کی۔ قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں دو نکاح پڑھائے۔ معمول کی مصروفیات میں تعزیت کے حوالے سے فون کا سلسلہ جاری ہے۔ رات لاہور واپسی ہوئی۔

تحریری صلاحیت کے حامل رفقاء متوجہ ہوں

امیر تنظیم اسلامی کی ہدایت کے مطابق جو رفقاء تحریر کا ذوق رکھتے ہیں، وہ اپنی تحریریں مقامی نظم کے ذریعے "اصلاح تحریر کمیٹی" کو ارسال کریں۔ یہ کمیٹی آپ کی تحریروں کو بہتر اور معیاری بنانے کی خاطر خامیوں کی نشاندہی کرے گی۔ اُن کی اصلاح کرے گی اور اُن کی نوک پلک سنوار کر آپ کو واپس بھیجے گی، تاکہ آئندہ آپ اپنی تحریر میں بہتری لاسکیں۔ جو تحریریں اچھے معیار کی ہوں گی اُنہیں تنظیمی جرائد بلکہ اخبارات میں بھی شائع کروانے کی کوشش کی جائے گی۔

رفقاء سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں واضح اور سادہ انداز اختیار کریں۔ طوالت سے اجتناب کریں۔ موضوع کے حوالے سے پہلے سوچیں۔ لکھنے کے بعد کم از کم تین بار تنقیدی نگاہ سے ضرور پڑھیں۔ اپنی سوچ کو مثبت رکھیں۔ غیر تحقیق شدہ معلومات سے گریز کریں۔ تمام لکھنے والے رفقاء سے گزارش ہے کہ اپنی تحریر کے اوپر "اصلاح تحریر کمیٹی" ضرور لکھیں اور درج ذیل ایڈریس پر ارسال کریں:

ڈائریکٹر قرآن اکیڈمی، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

ای میل: directoracademy@gmail.com

پڑ یا صحیح معنوں میں برآمد نہ ہوسکی۔ ایک خاموش خدائی لاٹھی ہے جس کی کارفرمائی اندھے کو بھی نظر آرہی ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کے مطابق "آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں"۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں!

امت کا احوال دیکھیے۔ 24 نومبر کو امارات میں فتویٰ کونسل نے ورچوئل میٹنگ میں اخوان المسلمین کو دہشت گرد تنظیم قرار دیا۔ یہ فتویٰ کونسل 2018ء میں فتاویٰ صادر کرنے کو بنائی گئی تھی کہ تنظیموں کو دہشت گرد یا پُرامن قرار دے۔ دنیا کے مختلف حصوں سے لیے گئے ممبران کہنے کو شریعت میں اختصاص رکھتے ہیں۔ ایک ممبر دیکھ لیجیے اور اسی پر کونسل کی بہار کو قیاس کر لیجیے۔ یہ زیتونہ کالج کیلی فورنیا کے امریکی (نومسلم) اسکالر ہیں حمزہ یوسف، جو 9/11 سے پہلے نوجوانوں میں نہایت مقبول، آمد دجال کی علامات پر لمبے لیکچر دیا کرتے تھے، مگر ٹوئن ٹاور کے ملبے تلے ان کا بھی بہت کچھ لگتا ہے تلف ہوگیا۔ موصوف نے امریکی فائر بریگیڈ کے مرنے والوں کو شہید قرار دیا اور وائٹ ہاؤس میں بش کے شانہ بہ شانہ جا کھڑے ہوئے۔ فتویٰ کونسل نے تاحال امارات میں نئی اصلاحات (پارٹنر شپ اور شراب کی حلت) پر لب کشائی نہیں فرمائی۔ اس دوران نوبل انعام کے لیے بجا طور پر اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اور ان کے شریک کار اماراتی ولی عہد محمد بن زید کو نامزد کیا گیا ہے۔ فلسطینی امن کے جو تھپیڑے کھا رہے ہیں، اس کا کریڈٹ انہی کو تو جاتا ہے۔ قبل ازیں اسرائیلی وزرائے اعظم مناہم بیگن، اسحاق رابن اور وزیر خارجہ شمعون پیریز یہ انعام وصول کر کے نوبل پرائز کی حقیقت بیان کر چکے ہیں زبان حال سے۔ فلسطینیوں کی سرزمین پر غاصبانہ قبضے، انہیں بے دخل اور محصور کر کے یہودی بستیاں آباد کرنے، دنیا کی مظلوم ترین آبادی (ضمیر عالم کا حال پوچھنے کے لیے) تخلیق کرنے والے! نجانے کشمیر اور بھارتی مسلمانوں کا جینا حرام کرنے پر مودی کو انعام کے لیے نامزد کیوں نہ کیا گیا۔ 60 مسلم ممالک کے حکمرانوں، ایٹمی پاکستان، حرمین شریفین کے والیوں کے خلاف مسلمانوں پر مظالم کی فرد جرم تو عاید ہو کر رہے گی اس فریبی جنگ کی حصہ داری پر!

ہم مسلمانوں کو دہشت گرد ٹھہراتا ہے وہ
کوئی دہشت گرد جس کی گرد کو پہنچا نہیں

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

آپؓ کا اصل نام زینب تھا، لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں حضور ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا تھا، اسے صفیہ کہتے تھے۔ اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔(زرقانی:392/3)

سلسلہ نسب

کچھ اس طرح ہے: صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعید بن عامر بن عبید بن خزرج بن ابی حبیب بن نضیر۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ حیی بن اخطب قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا، اس کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

ماں کا نام ضرہ ہے یہ قبیلہ بنو قریظہ کے سردار سموال کی بیٹی تھیں۔

ولادت

آپؓ کی ولادت نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے تقریباً 2 سال بعد میں ہوئی۔

نکاح

سیدہ صفیہؓ کا پہلا نکاح 14 سال کی عمر میں سلام بن مشکم القرظی سے ہوا تھا۔ وہ ایک نامور شاعر اور سردار تھا۔ لیکن دونوں میں نہ بن سکی۔ اور طلاق ہوگئی۔

طلاق کے بعد ان کے باپ نے ان کا نکاح بنو قریظہ کے ایک نامور سردار کنانہ بن ابی الحقیق سے کر دیا۔

7 ہجری میں حضور ﷺ نے یہودیوں کی سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے ان کے مرکز خیبر کا رخ کیا۔ خیبر مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں نہایت زرخیز علاقہ تھا۔ یہاں جنگ خیبر ہوئی اور مسلمانوں کو تاریخی فتح حاصل ہوئی اور مضبوط قلعہ ’’القموص‘‘ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اس جنگ میں سیدہ صفیہؓ کے باپ، شوہر اور بھائی مارے گئے۔ آپؓ اپنے تمام اہل وعیال کے ساتھ قید ہوئیں۔

حریم نبوت میں آمد

سیدہ صفیہؓ جنگ خیبر میں قید ہو کر آئیں۔ اسی اثناء میں دحیہ کلبیؓ نے عرض کیا۔ مجھے ایک لونڈی دلوا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ایک لونڈی کا انتخاب کر لو۔ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ صفیہؓ بنو قریظہ کی رئیسہ ہیں۔ ایک سردار کی بیوی اور ایک سردار کی بیٹی ہیں، خاندانی وقار اور وجاہت اس کے چہرے سے عیاں ہے۔ عرب کی رئیسہ کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ وہ آپؐ کے سوا کسی اور کے لیے مناسب نہیں۔

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا حضرت دحیہ کلبیؓ اور اس لڑکی کو بلاؤ۔ حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو ایک نظر دیکھا اور حضرت دحیہؓ سے فرمایا: اس کی جگہ دوسری لونڈی پسند کر لو۔

سید دو عالم ﷺ نے سیدہ صفیہؓ کو آزاد کر دیا۔ انہیں اختیار دے دیا کہ چاہیں تو اپنے گھر واپس چلی جائیں یا پسند کریں تو آپؐ کے نکاح میں آجائیں۔ سیدہ صفیہؓ نے آپؐ کی زوجیت کو پسند فرمایا۔ نکاح کے وقت حضرت صفیہؓ کی عمر 17 سال اور حضور ﷺ کی عمر 59 سال تھی۔

سیدہ صفیہؓ کا مہر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہؓ کو آزاد کرایا اور ان کو آزاد کرنا ہی حق مہر ٹھہرا تھا۔

حضرت صفیہؓ کا خواب

حضرت صفیہؓ کے چہرے پر چند ابھرے ہوئے نشانات تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ نشانات کیسے ہیں؟ حضرت صفیہؓ نے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ’’میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹا اور میری گود میں آن گرا۔ میں نے خواب باپ کو سنایا، جس سے وہ سخت غضب ناک ہوا اور اتنے زور سے میرے چہرے پر تھپڑ مارا کہ چہرے پر ان کی انگلیوں کے نشانات اُبھر آئے پھر اس نے کہا ’’کیا تو ملکہ عرب بننے کے خواب دیکھتی ہے۔‘‘

فضل وکمال

ام المومنین سیدہ صفیہؓ میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے۔ علامہ زرقانیؒ لکھتے ہیں:

’’سیدہ صفیہؓ عقل مند، بردبار، تحمل والی اور فاضلہ تھیں۔

علم وفضل میں حضرت صفیہؓ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ کوفہ کی عورتیں اکثر ان کے پاس مسائل دریافت کرنے آتی تھیں۔

مرویات حدیث

ام المومنین سیدہ صفیہؓ نے نبی کریم ﷺ سے دس احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں ایک متفق علیہ ہے۔

سیدہ صفیہؓ کی ذکر الٰہی میں دلچسپی

ام المومنین سیدہ صفیہؓ کہتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی ہوئی تھیں جن کے ذریعے میں تسبیح کیا کرتی تھی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہیں۔ میں نے بتایا یہ گٹھلیاں ہیں، میں ان کے ساتھ تسبیح کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں تجھے اس سے بہتر عمل نہ بتاؤں؟ آپؐ نے فرمایا تم اس طرح کہا کرو:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ))(ترمذی)

اخلاق

حضرت صفیہؓ حلیم الطبع، خلیق، کشادہ دل، سیر چشم اور صابر تھیں۔

غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آرہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اُٹھتی تھیں۔ حضرت صفیہؓ اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں، لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی۔

سیدہ صفیہؓ کا قابل تعریف کارنامہ

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمرؓ سے جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے۔ وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا۔ حضرت صفیہؓ نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش واقارب ہیں۔ اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی ’’ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔‘‘ حضرت صفیہؓ خاموش ہوگئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ

جب خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کے مکان کا مفسدوں نے محاصرہ کرلیا۔ تو آپؓ کو بہت رنج ہوا۔ انہوں نے کھانے پینے کی اشیاء اور ایک غلام کو ساتھ لیا۔ اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کے مکان کی طرف روانہ ہو گئیں۔ بدبخت اشتر نخعی نے آگے بڑھ کر خچر کو مارنا شروع کر دیا۔ اس لیے وہ مصلحتاً واپس چلی آئیں۔ گھر آ کر انہوں نے حضرت حسن بن علی مرتضیٰؓ کے ہاتھوں حضرت عثمانؓ کو کھانا بھیجا۔ (الاصابہ: 27/1)

سیدہ صفیہؓ کی حضور ﷺ سے محبت

میاں بیوی کی باہمی محبت والفت ہی گھر کو مثل جنت بنا دیتی ہے اور زندگی کی گاڑی اچھی طرح رواں دواں رہتی تھی۔

ام المومنین سیدہ صفیہؓ سرور دو عالم ﷺ پر دل وجان سے فدا تھیں۔ اپنی جان عزیز تک قربان کرنے کے لیے تیار تھیں۔

حضرت صفیہؓ کو آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں ’’کاش! آپ کی بیماری مجھ کو ہو جاتی‘‘۔ ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی سیدہ صفیہؓ سے محبت

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپؐ سفر میں تھے۔ ازواج مطہراتؓ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت صفیہؓ کا اونٹ سوء اتفاق سے بیمار ہوگیا۔ حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہؓ کو دے دو۔ انہوں نے کہا، کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے ان کے قدوقامت کی نسبت چند جملے کہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے۔ (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

سفر حج میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا تھا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

سوتنوں کا احساس غیرت

ایک بار آپ ﷺ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ ’’عائشہؓ اور حفصہؓ کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں۔ ہم آپ ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہن بھی ہیں۔‘‘ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ’’ہارون علیہ السلام میرے باپ، موسیٰ علیہ السلام میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں اس لیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو۔‘‘

سخاوت وفیاضی

حضرت صفیہؓ سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں۔ چنانچہ جب وہ ام المومنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہراتؓ کو اپنے سونے کے زیورات تقسیم کیے۔

کھانا پکانے کی ماہر

کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس تحفتاً بھیجا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اور حضرت عائشہؓ نے پیالہ توڑ دیا تھا۔ حضور ﷺ نے خادم سے فرمایا: تمہاری ماں (ام المومنین) کو رشک آ گیا تھا۔ خادم کو گھر سے نیا پیالہ دے کر رخصت کر دیا۔ (بخاری)

اولاد

ام المومنین سیدہ صفیہؓ کی پہلے دو شوہروں سے کوئی اولاد نہ تھی اور نہ نبی کریم ﷺ سے آپ کی کوئی اولاد ہوئی۔

سانحہ ارتحال

ام المومنین سیدہ صفیہؓ نے رمضان المبارک 50ھ میں امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ آپؓ نے تقریباً 60 برس کی عمر پائی۔ سیدہ صفیہؓ کی نماز جنازہ مدینہ کے امیر سعید بن عاصؓ نے پڑھائی۔ آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی نیک طینت، تقویٰ شعار، خوفِ خدا سے آنسو بہانے والی وفادار بیوی سیدہ صفیہؓ سے اللہ راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی وفات پا کر جنت الفردوس میں جا مقیم ہیں۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 38 سال، تعلیم ڈبل ایم اے، پرائیویٹ سکول میں ٹیچر کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0321-4806307

☆ بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایف اے، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند خوش شکل کے لیے راولپنڈی، اسلام آباد سے نیک اور دیندار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم قابل ترجیح۔

رابطہ برائے خواتین: 0333-4429510

حلقہ ملاکنڈ تنظیم کا فرانس کے خلاف مظاہرہ

30 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام تیمر گرہ بازار میں رسالت مآب ﷺ کی شانِ اطہر میں کی گئی توہین کے خلاف ایک پُر امن اور منظم مظاہرہ منعقد کیا گیا۔

رفقاء کے ہاتھوں میں ٹی بورڈز اور بینرز تھے جن پر فرانس کے ملعون صدر میکغون اور شاتم رسول سیمول پیٹی کے خلاف نعرے اور حکومت وقت سے مطالبے نمایاں طور پر درج تھے۔اس حوالہ سے بازار میں ہینڈ بل بھی تقسیم کیا گیا۔

بازار کے مین چوک میں پہنچ کر مظاہرین کچھ دیر کے لیے رُکے جہاں پر حلقہ کے ناظم تربیت فیض الرحمن نے خطاب کیا۔خطاب کے بعد ساتھیوں نے دوبارہ منظم مارچ شروع کی۔پورے بازار کا چکر لگانے کے بعد پریس کلب کے سامنے پہنچ کر رفقاء ایک طرف خاموش اور منظم انداز میں کھڑے ہو گئے۔ پہلے شاہد لطیف اور بعد میں حضرت نبی محسن نے خطاب کیا۔تینوں خطابات میں یہ بات واضح طور پر رکھی گئی کہ حکومت فی الفور فرانس کے سفیر کو ملک بدر کر کے فرانس کے ساتھ ہر قسم کے تعلق کو ختم کرنے کا سرکاری نوٹیفکیشن جاری کرے۔عوام سے بھرپور مطالبہ کیا گیا کہ فرانس کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔مقررین نے واضح کیا کہ اگر دنیا میں کہیں بھی نظامِ خلافت قائم ہوتا تو دشمن کو ایسی حرکت کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔لہٰذا ہم سب کا اوّلین اور اہم ترین فریضہ ہے کہ نظامِ خلافت کے قیام کے لیے ایک منظم جماعت میں شامل ہو کر تن من دھن کی قربانیوں کے ساتھ جدوجہد کریں۔دعا پر اس مظاہرہ کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: شاہ وارث)

حلقہ فیصل آباد کا فرانس کی جانب سے توہین رسالت کے خلاف مظاہرہ

حلقہ فیصل آباد نے یکم نومبر بروز اتوار توہین رسالت کے خلاف بھرپور مظاہرہ کیا۔ FIC سے مظاہرہ کا آغاز ہوا۔نعمان اصغر نے رفقاء کو منظم کیا۔اس مظاہرے میں تقریباً 150 رفقاء نے شرکت کی۔مظاہرہ میں 70 ٹی بورڈز استعمال کئے گئے اور بازاروں میں 2 ہزار پمفلٹ تقسیم ہوئے۔مقامی امراء مظاہرہ کے ساتھ ساتھ اپنے رفقاء کو گائیڈ کر رہے تھے۔ناظم تربیت حلقہ پروفیسر محمد ارشد نے میگا فون کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے ایمان افروز خطاب کیا۔سٹی 41 چینل کے نمائندہ سے محترم نعمان اصغر نے بات کی اور اپنا موقف بیان کیا۔مظاہرہ FIC سے ہوتا ہوا ضلع کونسل پہنچا۔وہاں تھوڑی دیر قیام کے بعد مظاہرین پریس کلب کے باہر کچھ دیر کے لیے کھڑے رہے۔پھر وہاں سے کچہری چوک سے ہوتے ہوئے گھنٹہ گھر چوک پہنچے۔اس کے بعد ریل بازار سے ہوتے ہوئے FIC پر مظاہرہ کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دورہ حلقہ بلوچستان کوئٹہ

امیر محترم 08 نومبر 2020ء کو لاہور سے کوئٹہ پہنچے۔ائیرپورٹ پر امیر حلقہ بلوچستان محترم محبوب سبحانی نے استقبال کیا۔صبح 11 بجے پریس کلب کوئٹہ میں ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق'' کے موضوع پر خطاب عام فرمایا،جس میں رفقاء تنظیم اور احباب نے بھرپور شرکت فرمائی۔خطاب سے فارغ ہونے کے بعد نماز ظہر ادا کی،اس کے بعد مولانا حسین احمد شرودی،سابق سیکرٹری جمعیت علماء اسلام،مفتی محمد افضل کاسی اور مفتی محمد سے ظہرانہ پر ملاقات کی۔

بعد نماز عصر امیر محترم سے امیر حلقہ بلوچستان نے حلقہ کی شوریٰ کے اراکین کا مختصر تعارف کروایا۔اس کے بعد رفقاء تنظیم و احباب سے سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ مبتدی،ملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ کی۔

09 نومبر 2020ء کو سابق امیر حلقہ بلوچستان محمد راشد گنگوہی کے گھر گئے۔وہاں پر راشد گنگوہی نے اپنے پانچ صاحبزادوں اور جماعت اسلامی کے نائب امیر محمد راشد سلیمان کا تعارف کرایا۔اس موقع پر حلقہ کی شوریٰ کے اراکین بھی موجود تھے۔ملاقاتوں سے فارغ ہونے کے بعد صدر انجمن خدام القرآن بلوچستان ظہیر الدین درانی کے گھر جا کر اُن کی عیادت فرمائی۔اس کے بعد پرنس عمر جو موجودہ خان آف قلات کے چھوٹے بھائی ہیں کے گھر ظہرانے میں شرکت کی۔شام 4 بجے بذریعہ جہاز کراچی روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: محبوب سبحانی)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت خصوصی پروگرام

سالانہ اجتماع کی منسوخی کے بعد امیر محترم ﷾ کی خواہش پر سالانہ اجتماع کے متبادل کے طور پر 22 نومبر بروز اتوار مسجد جامع القرآن ،قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں حلقہ کراچی جنوبی کے تمام رفقاء کے لیے ایک خصوصی اجتماع منعقد کیا گیا۔اس اجتماع کا نصاب مرکز سے موصول ہوا تھا۔جس کے مطابق کل 9 خطبات میں سے 7 دروس کی ویڈیو ریکارڈنگ مرکز نے فراہم کی تھیں جب کہ دو بیانات کی ذمہ داری حلقہ کے مدرسین نے ادا فرمائی۔میزبانی کی سعادت راقم کو حاصل ہوئی۔تلاوت کی سعادت قاری امداد اللہ عزیز نے حاصل کی۔تلاوت کے بعد تذکیر بالقرآن کے ضمن میں مرکزی ناظم شعبہ تعلیم وتربیت جناب خورشید انجم کا پروگرام سورۃ الحدید آیات 12 تا 16 کی روشنی میں بعنوان ''ہمارے دینی تقاضے اور انجام آخرت'' دکھایا گیا۔تذکیر بالحدیث کے ذیل میں ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی نے موضوع ''امت میں پیدا ہونے والے فتنے اور فتنہ دجال'' پر مختصر مگر جامع انداز میں خطاب کیا۔بعد ازاں مرکزی خصوصی مشیر برائے تربیتی امور جناب ڈاکٹر عبدالسمیع کا ویڈیو بیان بعنوان ''قرآن ---کتاب ایمان و انقلاب'' ملاحظہ کیا گیا۔ان کے بعد نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب انجینئر نعمان اختر کا تذکیری بیان بذریعہ ویڈیو ''ہمارا دین،ہم سے کیا چاہتا ہے'' دکھایا گیا۔بیان میں مختصراً مگر جامع انداز میں ہمارے دینی فرائض،خود اللہ کا بندہ بننے ،دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینے اور اللہ کی بندگی پر مشتمل نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد پر زور دیا گیا تھا۔اس کے بعد مذاکرہ کی ویڈیو دکھائی گئی جس میں ''دعوت کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟'' کے موضوع پر تین مدرسین ، جناب اعجاز لطیف ، جناب شیر افگن اور عطاالرحمان عارف نے سوال و جواب کی صورت میں اس موضوع پر تبصرہ کیا اور رفقاء کو موضوع سے متعلق مفید مشورے دیئے۔

دوران پروگرام رفقاء کو باہمی ملاقات کا موقع دیا گیا جس کا دورانیہ 20 منٹ تھا۔ وقفہ کے بعد بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خطاب بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ویڈیو کا

عنوان ''سمع وطاعت کے تقاضے'' تھا۔ بانی محترم کے خطاب کے بعد بعنوان ''اقبال کا مردِ مؤمن'' انجینئر مختار حسین فاروقی کا خطاب بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ بعدازاں امیر حلقہ نے گفتگو فرماتے ہوئے اجتماع کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا۔ امیر حلقہ نے تاحال مبتدی ملتزم تربیتی کورس نہ کرنے والے رفقاء کو دسمبر کے آغاز میں ہونے والے کورس میں شرکت کی ترغیب کا اعادہ بھی فرمایا۔ آخر میں امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا خطاب بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ امیر محترم کا خطاب دلوں کو ہلا دینے والا تھا۔ اکثر حاضرین کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ یوں یہ مبارک محفل امیر محترم کی دعا پر ظہر کے قریب اختتام پذیر ہوئی۔ کل 175 رفقاء اور 25 احباب نے شرکت فرمائی۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ (رپورٹ: محمد سہیل راؤ)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع 15 نومبر 2020ء بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اجتماع کا عنوان ''پاکیزہ ماحول کی برکات'' تھا۔ میزبانی کے فرائض راقم نے ادا کیے۔ صبح سوا آٹھ بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق قاری امداد اللہ عزیز نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کے بعد 25 منٹ کے دورانیہ پر مشتمل انجینئر نوید ؒ کا ویڈیو کلپ بعنوان ''راہِ خدا میں شرکت نہ کرنے والوں کے احوال'' دکھایا گیا۔ بعدازاں تذکیر بالحدیث کے ضمن میں قرآن اکیڈمی تنظیم کے نقیب اسرہ جناب شارق عبداللہ نے ''وجبت محبتی'' پر ایمان افروز خطاب کیا۔ بعدازاں کورنگی وسطی تنظیم کے امیر جناب عامر خان کو دعوت دی گئی۔ آپ کا موضوع ''سالانہ اجتماع اور دعوت دین'' تھا۔ بعدازاں نقیب اسرہ اولڈ سٹی محمد نعمان نے خطاب کیا۔ ان کے بعد راقم نے موضوع ''راہ خدا میں پہرہ داری کی اہمیت وفضیلت'' پر بیان کیا۔ بعدازاں ایک بہت ہی عمدہ کلام محمد زکی کیفی بعنوان ''راہ خدا میں ہر سُو کانٹے پھول زیادہ سائے کم'' پیش کیا گیا۔ کلام پیش کرنے کی سعادت حافظ ریان اختر نے حاصل کی۔

بعدازاں وقفہ کے بعد حالات حاضرہ کا پروگرام تھا، جس میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب ایوب بیگ مرزا کو بذریعہ آن لائن مدعو کیا گیا۔ امیر حلقہ کراچی جنوبی ونائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان نے رفقاء کی جانب سے موصولہ سوالات جن میں امریکی انتخابات اور ڈونلڈ ٹرمپ کا ردِعمل، امریکہ افغان امن معاہدہ، بین الافغان مذاکرات، فرانس میں گستاخانہ خاکے اور PTI کی حکمت عملی پر سوالات کیے گئے۔ جس کے ناظم نشر واشاعت نے پُرمغز جوابات دیئے۔ ان کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے بعنوان ''اجتماع اور فکر تنظیم'' خطاب کیا۔ بعدازاں مذاکرہ کے لیے تناظیم کی ترتیب پر رفقاء کے حلقہ بنا دیئے گئے اور تمام حلقوں میں مقامی امراء نے مذاکرہ کروایا۔ بعدازاں 10 منٹ کے دوران پر مشتمل امیر محترم کا ویڈیو کلپ بعنوان ''امیر کا پیغام رفقاء کے نام'' دکھایا گیا۔ آخر میں امیر حلقہ ونائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب انجینئر نعمان اختر نے خطاب کیا۔ امیر حلقہ نے تمام رفقاء کا عموماً اور مدرسین کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ امیر حلقہ کی دعا پر اس بابرکت محفل کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: محمد سہیل)

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحِکمِ قرآنی کا ترجمان
سہ ماہی حکمت قرآن لاہور

تازہ شمارہ
اکتوبر تا دسمبر 2020ء

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ___ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہما اللہ

اس شمارے میں

تشکیلِ اُمّت کا قرآنی بیانیہ اور بعض اہم تنبیہات — حافظ عاطف وحید
در جہانی واز جہاں بیشی — محمد رشید ارشد
مِلاکُ التأویل (۲۳) — ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
مباحثِ عقیدہ — مومن محمود

افاداتِ حافظ احمد یار رحمہ اللہ ''ترجمہ قرآن مجید مع صرفی ونحوی تشریح'' اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 70 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 280 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

دعائے مغفرت

إنا للہ وإنا إليه راجعون

☆ مقامی تنظیم کورنگ ٹاؤن، اسلام آباد کے رفیق عبدالرحمن اور ان کے بھائی کورونا کی وجہ سے وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0334-8528241

☆ اسلام آباد، غوری ٹاؤن کے ملتزم رفیق مبشر نجیب کے والد ملتزم رفیق محترم عبدالمجید وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0336-5363026

☆ منفرد اسرہ بورے والا کے رفیق حافظ ابوذر رؤف کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0308-6933338

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے رفیق جناب سید محمد اشعب کی والدہ وفات پاگئیں برائے تعزیت: 0331-2127199

☆ اسلام آباد، کورنگ ٹاؤن کے رفیق احسن علی کے والد وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0304-4441626

☆ حلقہ کراچی شمالی کے مبتدی رفیق جناب سید احسن علی کے والد وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0300-2049651

☆ حلقہ کراچی شمالی کے ملتزم رفیق جناب عفان سعید کے والد وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0321-2103903

☆ اسرہ قرآن اکیڈمی لاہور کے ملتزم رفیق کرنل (ر) ریاض الحق کی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

☆ حلقہ سرگودھا کے ملتزم رفیق عابد ندیم کی ساس وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0300-4977497

☆ مقامی تنظیم پاکپتن کے رفیق محمد آصف بھٹہ کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0311-6941403

☆ مقامی تنظیم ضلع اوکاڑہ کے معتمد محمد حسن کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0300-7537305

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The War Crimes of Bush and Blair – Afghanistan and Iraq

> “The invasion of Iraq and Afghanistan was a bandit act, an act of blatant state terrorism, demonstrating absolute contempt for the concept of international law…We have brought torture, cluster bombs, depleted uranium, innumerable acts of random murder, misery, degradation and death to the Iraqi and Afghan people and call it ‘bringing freedom and democracy to the Middle East’.” *(Harold Pinter, Nobel Prize for Literature Speech, 2005)*

Following 9/11, the US declared a global war on terror. Since then it has destroyed Afghanistan, Iraq and Libya. It has supported the destruction of Yemen, and the attempted destruction of Syria.

For many years, Afghanistan has been seen as a key area in what is known as ‘The Grand Chessboard’ – It is important for control of immense energy resources (oil and gas) in central Asia. The US and its allies invaded Afghanistan in October 2001. The explanations given for the invasion included dealing with the ‘al-Qaida terrorist network’, led by Osama Bin Laden, and to replace the Afghan Taliban government with a ‘better one for humanitarian reasons’. As with the justifications for other wars, these reasons were repeated by the media with little questioning. The US had been trying to negotiate with the Afghan Taliban about building oil pipelines late into the 1990s, but the Afghan Taliban were not ‘sufficiently’ cooperative. The US had therefore decided to “bury you [the Afghan Taliban] under a carpet of bombs” shortly before the 9/11 attacks. The US went ahead and dropped plenty of bombs. Predictably, the first US representative in Afghanistan was connected to the oil industry, and had been involved in earlier negotiations to build pipelines. The war in Afghanistan does not receive nearly as much media coverage as the Iraq war, but thousands of Afghan citizens are still being killed every year. Wikileaks released files showing that the US military is aware that they have killed hundreds of thousands of people in Afghanistan.

Throughout the 1990’s Britain and the US continued to wage war against Iraq, bombing it approximately once every three days. In 2003, the US and Britain carried out a full-scale invasion, known as Gulf War 2. Immediately following the invasion, US forces secured the oilfields and the ministry of oil, but not much else. The 2003 invasion of Iraq was an excellent example of the way in which the US and British governments try to scare people into supporting war by exaggerating threats. First the world was told a lie that Iraq was making Weapons of Mass Destruction (WMD). Then the world was told lies about Saddam’s links to terrorism. The ‘links to terrorists’ explanation was always doubtful as Saddam Hussein’s government was secular (non-religious) and he was therefore an unlikely ally of religious

(non-religious) and he was therefore an unlikely ally of religious terrorists. Finally, the world was told that USA and Britain had to invade for 'humanitarian reasons' – essentially 'Saddam is a bad man'. The US and British governments lied repeatedly to justify the invasion. There were forgeries supposedly showing that Iraq was trying to buy nuclear material from Africa, and a 'dodgy' dossier trying to convince journalists that Saddam was a serious threat. None of these had much evidence to back them up, yet, as with earlier interventions, they were repeated by the media without adequate scrutiny. The government decided on its plan, then tried to pick and choose selective pieces of information to fit that plan. Iraq was slightly unusual in that lots of people did not believe any of these scare stories. Millions of people protested against the war in many countries, including huge protests in Britain and the US, but the invasion went ahead anyway. The extent of the lies has been admitted by former government insiders. The head of the CIA, George Tenet, has now admitted briefing George Bush that Saddam did not have any weapons of mass destruction, and other sources have admitted that the intelligence information was "being fixed around the plan." In other words, the invasion was going ahead and the politicians needed an excuse. There is an unofficial record of notes by the US Secretary of Defence, Donald Rumsfeld, from the afternoon of September 11th 2001 (just a few hours after the 9/11 terrorist attacks) which says: "best info fast. Judge whether good enough hit S.H. [Saddam Hussein] at same time. Not only U.B.L. [Usama Bin Laden]. Sweep it all up. Things related and not." Rumsfeld wanted to see if the terrorist attacks could be used to justify invading Iraq. He repeatedly asked for evidence to connect Iraq to the terrorist attacks but the CIA was unable to find any. Former British Prime Minister Tony Blair supported these policies and actively participated in the lies. This strategy has been confirmed by former US general, Wesley Clark, who admitted that in 2001 he was told that US President Bush and US Secretary of Defense Rumsfeld wanted to 'take out' seven countries in five years. These were Iraq, Somalia, Syria, Libya, Lebanon, Sudan and Iran. For all practical purposes, Iraq has now been destroyed. It no longer exists as a single country and has disintegrated into regional power bases, with widespread ethnic cleansing in each region. It is estimated that approximately two million people have died in Iraq since the invasion, and millions more have been displaced.

The invasion and destruction of Iraq and Afghanistan are almost certainly the worst crimes of the 21st Century.

All in all, we are now fully aware that:

1- The invasion of Afghanistan was not about terrorism or humanitarianism.
2- The invasion of Iraq was not about weapons of mass destruction, or humanitarianism, or links to terrorism.
3- Both wars were part of a wider policy of US imperialism and control.

It is now time to hold all responsible for these war crimes and genocide accountable for their actions.

<u>**Source**</u>: ***Adapted from an article by Rod Driver; posted at medium.com/elephantsintheroom***

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.42